ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ/نومبر ۲۰۰۹ء

بانی: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

هٰذا بلاغ للناس
جامعہ دار العلوم کراچی کا ترجمان

نگران

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

مجلس ادارت

مدیر مسئول: مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

مولانا محمود اشرف عثمانی　مولانا راحت علی ہاشمی

ناظم

محمد انور صدیقی

فی شمارہ .... -/۲۵ روپے
سالانہ .... -/۳۰۰ روپے
بذریعہ رجسٹری ..... -/۴۲۰ روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ممالک

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور
یورپی ممالک .... ۳۵ ڈالر
سعودی عرب، انڈیا اور
متحدہ عرب امارات .... ۲۷ ڈالر
ایران، بنگلہ دیش .... ۲۵ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ ''البلاغ'' جامعہ دارالعلوم کراچی
کورنگی انڈسٹریل ایریا
کراچی ۷۵۱۸۰

بینک اکاؤنٹ نمبر

میزان بینک لمیٹڈ
کورنگی انڈسٹریل ایریا برانچ
اکاؤنٹ نمبر: 0109-036-153

فون: ۵۰۴۳۴۹۹
۵۰۴۹۷۴

Email Address
jamiadarulolumkhi@hotmail.com
Www.jamiadarululoomkhi.edu.pk

کمپوزنگ

ایس۔ بی۔ ایس انٹرپرائز کراچی

پبلشر : محمد تقی عثمانی

پرنٹر القادر پرنٹنگ پریس کراچی

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہم
استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

لبّیک اللّٰھُمّ لبّیک !

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود وسلام اس کے آخری پیغمبرؐ پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

حج بیت اللہ، اسلام کا اہم رکن ہے اور مطلوبہ استطاعت رکھنے والے ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں صرف ایک دفعہ فرض ہے اور استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ مصارف حج میسر ہوں کوئی پابندی نہ ہو اور اس سفر کے دوران اپنی غیر موجودگی میں گھر والوں کیلئے نان نفقہ کا انتظام ہو، حج دیگر ارکان اسلام کے مقابلے میں جہد ومشقت رکھتا ہے یہ مالی و بدنی دونوں طرح کی عبادتوں کا مجموعہ ہے، ایک زمانہ وہ تھا جب برصغیر اور دیگر دور دراز علاقوں کے مسلمان، حج یا عمرے کا عزم لے کر روانہ ہوتے تھے تو اس وقت نقل وحمل کے یہ تیز رفتار اور آرام دہ وسائل ناپید تھے تب حجاز مقدس تک پہنچتے پہنچتے مہینوں لگ جاتے تھے، سفر حج پر روانہ ہونے والا سفر آخرت کے احساس سے روانہ ہوتا تھا اور اس والہانہ عبادت کے روح پرور تصوّر سے اُس کا انگ انگ سرشار ہوتا، وہ اس پر مشقت سفر کے دوران ہر طرح کے نامساعد حالات کا خندہ پیشانی سے سامنا کرتا اور حج مبرور کی سعادت سے سرفراز ہونے کیلئے ہر طرح کی امکانی تیاری کر کے بحر وبر اور نشیب وفراز کی مسافتیں عبور کرتا کرتا حجاز مقدس کی سرزمین میں قدم رکھتا، راستے کے نشیب وفراز میں احرام باندھے لبیک اللھم لبیک کی صدا اس کی زبان پر ہوتی، طواف کعبہ کے پر کیف اور والہانہ تصور سے اس کے جسم و جان میں بجلی دوڑ جاتی اور کفن کی طرح دوسفید چادروں کے احرام میں ملبوس، طواف کعبہ کا حسین تصور لئے ، کیف وسرور کے اس روح افزا ماحول میں پہنچ جاتا جہاں عشق وجنون کی وارفتگی جہد ومشقت کو خاطر میں نہیں لاتی بلکہ اس کو غبار راہ بنادیتی ہے۔

آج کے دور میں آرام دہ اور تیز رفتار وسائل نقل وحمل کی فراوانی ہے، مہینوں کا سفر اب گھنٹوں میں پورا ہوتا ہے، عمرے اور حج پر جانے والوں کو سمندری تلاطم اور صحرائی طوفانوں سے نہیں گزرنا

پڑتا، مادی آسائشوں کی فراوانی ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اب ہمتیں کمزور ہوگئی ہیں اور شرق غرب سے کعبۃ اللہ کا رخ کرنے والے ہر رنگ ونسل ہر مزاج وطبیعت اور ہر زبان و پوشاک کی پہچان رکھنے والے لاکھوں فرزندانِ توحید ایک ہی وقت میں جب مشاعر مقدسہ میں قدم رکھتے ہیں اور مکہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ اور مدینۃ الرسول میں حاضری کیلئے ان کا تلاطم خیز سمندر لگاتار حرکت میں ہوتا ہے تب مشکلات اور مسائل کی نئی شکلیں سامنے آتی ہیں جن کا پوری ہمت، تحمل اور قوت ارادی سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کسی ملک سے روانہ ہونے اور دوسرے ملک کی حدود میں داخل ہونے کا ایمگریشن کا ایک نظام ہے جس کے مختلف مرحلوں سے گزرنا بھی ضروری ہوتا ہے اس لئے آج بھی ماضی بعید کی طرح، سفرحج میں ہر طرح کی مادی، انتظامی اور معنوی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اخلاص کامل کی روح لئے تمام تر احکام وآداب سے معمور یہ عبادت، بندۂ مؤمن کیلئے گناہوں کی نحوستوں سے نجات اور آخرت کی سعادتوں کے حصول کا ذریعہ بنے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کس طرح اپنے اندر عظیم مژدہ رکھتا ہے۔:

العمرة اِلی العمرة کفارة لما بینهما والحج المبرور لیس له' جزاء الا الجنة. (بخاری)

ایک عمرہ دوسرے عمرے تک درمیان کے گناہوں کیلئے کفارہ ہے اور حج مبرور کا صلہ تو جنت ہی ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ حج کیلئے زادِراہ اور سواری کے علاوہ کچھ زیادہ پیچیدہ انتظامات کی ضرورت نہیں ہوتی تھی لیکن اب حج کیلئے سرکاری اور نجی سطح پر ہمہ جہتی انتظامات ناگزیر ہوتے ہیں اس مقصد کیلئے ہر ملک میں حج کی باقاعدہ وزارت ہے جس کے تحت مختلف ادارے (ڈائریکٹریٹ) حج آپریشن کے مختلف مراحل کیلئے سرگرم عمل رہتے ہیں اور درخواست جمع کرانے سے ۔لے کر وطن واپسی تک کے ہر مرحلے کیلئے پوری دقیقہ رسی کے ساتھ مربوط انتظامات کرنے پڑتے ہیں۔ عموماً موسم حج سے کافی عرصہ پہلے حج پالیسی کا اعلان کیا جاتا ہے اور مرحلہ وار انتظامات بروئے کار لائے جاتے ہیں، ماضی میں عموماً مشاورت کیلئے حج کنونشن بھی منعقد ہوئے ہیں جس میں ارباب بصیرت اپنے تجربات کی روشنی میں تجاویز پیش کرتے رہے ہیں۔

لیکن نصف صدی سے زیادہ عرصے پر محیط طرح طرح کے تجربات سے گزرنے کے باوجود آج بھی حج آپریشن کے انتظامات اور عازمین حج سے متعلق بہت سے معاملات اصلاح طلب ہیں۔

پاکستان میں آئے دن بدلتی حکومتیں، برسراقتدار آنے والے مختلف خیالات ونظریات رکھنے والے وزراء اور بیوروکریسی کے عناصر بعض اوقات ناکافی تیاری کی وجہ سے یا کچھ ذاتی مفادات کے اسیر بن کر ایسے فیصلے کرتے ہیں جو اس عبادت کے بھی شایان شان نہیں ہوتے اور عازمین حج کیلئے بھی مالی، انتظامی اور دینی نقصانات کا سبب بنتے ہیں۔

اس وقت پورے نظم پر باقاعدہ اور مفصل معروضات پیش کرنے کا تو موقع نہیں ہے تاہم بعض قابل توجہ معاملات کا ذکر کرنا فائدے سے خالی نہیں ہوگا، کچھ ہی دنوں بعد حج پروازیں شروع ہونے والی ہیں، سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے انتظامات اختتامی مراحل میں ہیں اور عازمین حج رخت سفر باندھ کر پابہ رکاب ہیں۔

سب سے پہلے تو عازمین حج کی خدمت میں نیازمندانہ گزارش ہے کہ حج کی عبادت کو سرسری کام نہ سمجھا جائے، مناسک حج سے کما حقہ آگاہی حاصل کریں اور اس سفر کے ایک ایک لمحے کو قدر وقیمت کے احساس کے ساتھ گزاریں، ہوسکتا ہے اس مبارک سفر کے بعد آپ کو پھر موقع نہ مل سکے، قیام حرمین شریفین کے قیام کا یہ پورا وقت تزکیہ نفس اور اتباع شریعت کی عملی مشق میں گزرنا چاہئے، کہ جب آپ وطن واپس آئیں تو آپ کا ظاہر وباطن ایمان ویقین کی تازگی اور سنت وشریعت کی پاسداری کی دولت سے سرشار ہو، آپ کے شب و روز کے طرز عمل سے خشیت الٰہی اور فکر آخرت کے جذبات کی عکاسی ہوتی ہو۔ اور آپ اپنے گھر، برادری، محلے اور ملک وملت کیلئے خیر خواہی، ترحم اور اصلاح حال کے قیمتی احساسات لے کر آئے ہوں۔

یہ تکلیف دہ بات بکثرت دیکھنے میں آتی ہے کہ وطن عزیز کے بعض خطوں کی خواتین، حرمین شریفین میں ستر وحجاب سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتی ہیں، کاٹن کا مختصر لباس پہنے، قمیص وشلوار میں —— جو بعض اوقات سکڑ بھی جاتے ہیں —— جب آمد ورفت کے راستوں میں اور طواف کے دوران ان پر نگاہ پڑتی ہے تو شرم سے آنکھیں نیچی ہوتی ہیں، جبکہ دیگر ممالک کی خواتین شرعی احکام و ہدایات کے مطابق باوقار، پاکیزہ اور ستر وحجاب کے پورے لبادے میں طواف کعبہ اور دیگر مناسک ادا کرتی نظر آتی ہیں، پاکستان میں تربیت حجاج سے متعلق اداروں کو اس طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کہ ستر وحجاب کے احکام قرآن وسنت کے منصوص احکام ہیں وہ کوئی سماجی اور معاشرتی روایات نہیں ہیں،

حج پر جانے والی عورت کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حرمین شریفین میں آنا اپنے میکے کی چہار دیواری میں آنا ہے، ان مقدس مقامات کی حرمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہاں ستر وحجاب اور شرم وحیا کے شرعی احکام وتعلیمات کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے تا کہ اس مبارک سفر کے انوار وبرکات سے محرومی نہ ہو۔

جہاں تک حکومتی انتظامات کا تعلق ہے تو بلاشبہ سرکاری ادارے حج آپریشن کے ہر مرحلے کیلئے مناسب بندوبست کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بدعنوانی، کام چوری، دفع الوقتی اور خودغرضی کے جو جراثیم حکومت کے ہر ہر محکمے میں پیوست ہیں حج آپریشن کے مختلف مرحلوں میں بھی مفاد پرستی اور بدعنوانی کے یہ جراثیم عازمین حج کیلئے وبال جان بنتے ہیں اور ناخوشگوار حالات سے گزرے ہوئے عازمین حج وطن واپس آکر، طرح طرح کے اسکینڈلوں کا حوالہ دیتے ہیں، لوگوں کی زبانی یہ حالات سن کر ایسا لگتا ہے کہ حج کی اس مقدس عبادت میں معاون بننے کے بجائے نگاہیں شکار کی تلاش میں رہتی ہیں اور حج سے متعلق بھاری بھرکم فنڈز سیاسی تعلقات، اقرباپروری اور ذاتی مفادات کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں بعض انتظامات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کو کمرشل کرکے بزنس انڈسٹری بنادیا گیا ہے۔

یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ حج اور عمرے کے سیزن میں پڑوس کے غیر مسلم ممالک سے حج اور عمرہ کرنے والوں کے مصارف کم اور ہمارے عازمین حج کے زیادہ ہوتے ہیں، وہاں ہوائی جہازوں کے کرایوں میں کفایت اور ہمارے یہاں اضافہ ہوتا ہے، ان کے عازمین حج وعمرہ کیلئے سہولتوں اور مراعات کا اہتمام زیادہ جبکہ ہمارے یہاں کم، ان کو مکہ اور مدینہ میں ایام حج وعمرے میں رہائشی عمارتیں مناسب موقع اور مناسب کرایہ پر، جبکہ ہمارے یہاں کمیشن اور بروکرشپ کے ''بزنس'' کی وجہ سے فاصلے بھی زیادہ اور کرایہ بھی زیادہ۔

کاش ان معروضات پر بھی غور فرمالیا جائے اور حج کو سامان تجارت سمجھنے کے بجائے عبادت کی نظر سے دیکھا جائے کہ اسلام کا یہ عظیم رکن اسی ''نظر'' کا محتاج ہے۔

مولائے کریم وطن عزیز کے ذمہ داران کو اس عظیم رکن کی ادائیگی میں معاونت کیلئے مثالی اور شفاف انتظامات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

معارف القرآن

اصحابِ فیل کا واقعہ

سورۃ الفیل ...... ☆ ...... آیت نمبر: ۱ تا ۵

امام حدیث و تاریخ ابن کثیر نے اس طرح نقل فرمایا ہے کہ یمن پر ملوک حمیر کا قبضہ تھا یہ لوگ مشرک تھے ان کا آخری بادشاہ ذونواس ہے جس نے اُس زمانے کے اہل حق یعنی نصاریٰ پر شدید مظالم کئے، اسی نے ایک طویل عریض خندق کھدوا کر اُس کو آگ سے بھرا اور جتنے نصرانی بت پرستی کے خلاف ایک اللہ کی عبادت کرنے والے تھے سب کو اس آگ کی خندق میں ڈال کر جلا دیا جن کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔ یہی وہ خندق کا واقعہ ہے جس کا ذکر اصحاب الأخدود کے نام سے سورۂ بروج میں گزرا ہے۔ ان میں دو آدمی کسی طرح اس کی گرفت سے نکل بھاگے اور انہوں نے قیصر ملک شام سے جا کر فریاد کی کہ ذونواس ملک حمیر نے نصاری پر ایسا ظلم کیا ہے آپ ان کا انتقام لیں۔ قیصر ملک شام نے بادشاہ حبشہ کو خط لکھا یہ بھی نصرانی تھا اور یمن سے قریب تھا کہ آپ اس ظالم سے ظلم کا انتقام لو، اس نے اپنا لشکر دو کمانڈر (امیر) ارباط اور ابرہہ کی قیادت میں یمن کے اس بادشاہ کے مقابلے پر بھیجدیا، لشکر اُس کے ملک پر ٹوٹ پڑا اور پورے یمن کو قوم حمیر کے قبضہ سے آزاد کرایا۔ ملک حمیر ذوالنواس بھاگ نکلا اور دریا میں غرق ہو کر مرگیا۔ اس طرح ارباط وابرہہ کے ذریعہ یمن پر بادشاہ حبشہ کا قبضہ ہوگیا، پھر ارباط اور ابرہہ میں باہمی جنگ ہو کر ارباط مقتول ہوگیا ابرہہ غالب آگیا اور یہی بادشاہ حبشہ نجاشی کی طرف سے ملک یمن کا حاکم (گورنر) مقرر ہوگیا، اس نے یمن پر قبضہ کرنے کے بعد ارادہ کیا کہ یمن میں ایک ایسا شاندار کنیسہ بنائے جس کی نظیر دنیا میں نہ ہو۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ یمن کے عرب لوگ جو حج کرنے کیلئے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں یہ لوگ اس کنیسہ کی عظمت وشوکت سے مرعوب ہو کر کعبہ کے بجائے اسی کنیسہ میں جانے لگیں گے، اس خیال پر اُس نے بہت بڑا عالیشان کنیسہ اتنا اونچا تعمیر کیا کہ اُس کی بلندی پر نیچے کھڑا ہوا آدمی نظر نہیں ڈال سکتا تھا اور اُس کو سونے چاندی اور جواہرات سے مرصع کیا اور پوری مملکت میں اعلان کرادیا کہ اب یمن سے کوئی کعبہ کے حج کیلئے نہ جائے اس کنیسہ میں عبادت کرے۔ عرب میں

اگر چہ بت پرستی غالب آ گئی تھی مگر دین ابراہیم اور کعبہ کی عظمت ومحبت ان کے دلوں میں پیوست تھی اس لئے عدنان اور قحطان اور قریش کے قبائل میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے رات کے وقت کنیسہ میں داخل ہوکر اس کو گندگی سے آلودہ کر دیا اور بعض روایات میں ہے کہ ان میں سے مسافر قبیلہ نے کنیسہ کے قریب اپنی ضروریات کیلئے آگ جلائی اس کی آگ کنیسہ میں لگ گئی اور اس کو سخت نقصان پہنچ گیا۔

ابرہہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی اور بتلایا گیا کہ کسی قریشی نے یہ کام کیا ہے تو اُس نے قسم کھائی کہ میں ان کے کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رہوں گا، ابرہہ نے اس کی تیاری شروع کی اور اپنے بادشاہ نجاشی سے اجازت مانگی اس نے اپنا خاص ہاتھی جس کا نام محمود تھا ابرہہ کے لئے بھیجدیا کہ وہ اس پر سوار ہوکر کعبہ پر حملہ کرے بعض روایات میں ہے کہ یہ سب سے بڑا عظیم الشان ہاتھی تھا جس کی نظیر نہیں پائی جاتی تھی اور اُس کے ساتھ آٹھ ہاتھی دوسرے بھی اس لشکر کیلئے بادشاہ حبشہ نے بھیجدیئے تھے۔ ہاتھیوں کی یہ تعداد بھیجنے کا منشاء یہ تھا کہ بیت اللہ کعبہ کے ڈھانے میں ہاتھیوں سے کام لیا جائے۔ تجویز یہ تھی کہ بیت اللہ کے ستونوں میں لوہے کی مضبوط اور طویل زنجیریں باندھ کر ان زنجیروں کو ہاتھیوں کے گلے میں باندھیں اور ان کو ہنکادیں تو سارا بیت اللہ (معاذ اللہ) فوراً ہی زمین پر آ گرے گا۔

عرب میں جب اس حملے کی خبر پھیلی تو سارا عرب مقابلہ کیلئے تیار ہوگیا۔ یمن کے عربوں میں ایک شخص ذونفر نامی تھا اُس نے عربوں کی قیادت اختیار کی اور عرب لوگ اس کے گرد جمع ہوکر مقابلہ کیلئے تیار ہوگئے اور ابرہہ کے خلاف جنگ کی مگر اللہ تعالیٰ کو تو یہ منظور تھا کہ ابرہہ کی شکست اور اُس کی رسوائی نمایاں ہوکر دنیا کے سامنے آئے اس لئے یہ عرب مقابلے میں کامیاب نہ ہوئے، ابرہہ نے اُن کو شکست دیدی اور ذونفر کو قید کرلیا اور آگے روانہ ہوگیا اس کے بعد جب وہ قبیلہ خثعم کے مقام پر پہنچا تو اس قبیلہ کے سردار نفیل بن حبیب نے پورے قبیلہ کے ساتھ ابرہہ کا مقابلہ کیا مگر ابرہہ کے لشکر نے اُن کو بھی شکست دیدی اور نفیل بن حبیب کو بھی قید کرلیا اور ارادہ اُن کے قتل کا کیا مگر پھر یہ سمجھ کر اُن کو زندہ رکھا کہ اُن سے ہم راستوں کا پتہ معلوم کرلیں گے، اس کے بعد جب یہ لشکر طائف کے قریب پہنچا تو طائف کے باشندے قبیلہ ثقیف پچھلے قبائل کی جنگ اور ابرہہ کی فتح کے واقعات سن چکے تھے انہوں نے اپنی خیر منانے کا فیصلہ کیا اور یہ کہ طائف میں جو ہم نے ایک عظیم الشان بت خانہ لات کے نام سے بنا رکھا ہے یہ اُس کو نہ چھیڑے تو ہم اس کا مقابلہ نہ کریں، انہوں نے ابرہہ سے مل کر یہ بھی طے کرلیا کہ ہم تمہاری امداد اور رہنمائی کے لیے اپنا ایک سردار ابورِغال تمہارے ساتھ بھیجدیتے ہیں، ابرہہ اس پر راضی ہوکر ابورِغال کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام مُغمَس پر پہنچ گیا

جہاں قریش مکہ کے اونٹ چر رہے تھے، ابرہہ کے لشکر نے سب سے پہلے ان پر حملہ کر کے اونٹ گرفتار کر لئے جن میں دوسو اُونٹ رسول اللہ ﷺ کے جدامجد عبدالمطلب رئیس قریش کے بھی تھے ابرہہ نے یہاں پہنچ کر اپنا ایک سفیر حناطہ حمیری کو شہر مکہ میں بھیجا کہ وہ قریش کے سرداروں کے پاس جا کر اطلاع کردے کہ ہم تم سے جنگ کے لئے نہیں آئے، ہمارا مقصد کعبہ کو ڈھانا ہے اگر تم نے اس میں رکاوٹ نہ ڈالی تو تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ حناطہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو سب نے اُس کو عبدالمطلب کا پتہ دیا کہ وہ سب سے بڑے سردار قریش کے ہیں حناطہ نے عبدالمطلب سے گفتگو کی اور ابرہہ کا پیغام پہنچادیا۔ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق عبدالمطلب نے یہ جواب دیا کہ ہم بھی ابرہہ سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے، نہ ہمارے پاس اتنی طاقت ہے کہ اس کا مقابلہ کرسکیں۔ البتہ میں یہ بتائے دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا گھر اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے وہ خود اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ اللہ سے جنگ کا ارادہ ہے تو جو چاہے کرے پھر دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کیا معاملہ کرتے ہیں۔ حناطہ نے عبدالمطلب سے کہا کہ تو پھر آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو ابرہہ سے ملاتا ہوں۔ ابرہہ نے جب عبدالمطلب کو دیکھا کہ بڑے وجیہ آدمی ہیں تو ان کو دیکھ کر اپنے تخت سے نیچے اُتر کر بیٹھ گیا اور عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹھایا اور اپنے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب سے پوچھے کہ وہ کس غرض سے آئے ہیں، عبدالمطلب نے کہا کہ میری ضرورت تو اتنی ہے کہ میرے اونٹ جو آپ کے لشکر نے گرفتار کر لئے ہیں اُن کو چھوڑ دیں۔ ابرہہ نے ترجمان کے ذریعہ عبدالمطلب سے کہا جب میں نے آپ کو اول دیکھا تو میرے دل میں آپ کی بڑی وقعت وعزت ہوئی مگر آپ کی گفتگو نے اس کو بالکل ختم کر دیا کہ آپ مجھ سے صرف اپنے دوسو اونٹوں کی بات کر رہے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ میں آپ کا کعبہ جو آپ کا دین ہے اُس کو ڈھانے کیلئے آیا ہوں اس کے متعلق آپ نے کوئی گفتگو نہیں کی۔ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ اونٹوں کا مالک تو میں ہوں مجھے اُن کی فکر ہوئی اور بیت اللہ کا میں مالک نہیں بلکہ اس کا مالک ایک عظیم ہستی ہے وہ اپنے گھر کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔ ابرہہ نے کہا کہ تمہارا خدا اُس کو میرے ہاتھ سے نہ بچا سکے گا۔ عبدالمطلب نے کہا کہ پھر تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ عبدالمطلب کے ساتھ اور بھی قریش کے چند سردار گئے تھے اور انہوں نے ابرہہ کے سامنے یہ پیش کش کی کہ اگر آپ بیت اللہ پر دست اندازی نہ کریں اور لوٹ جائیں تو ہم پورے تہامہ کی ایک تہائی پیداوار آپ کو بطور خراج ادا کرتے رہیں گے مگر ابرہہ نے اُس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ نے واپس کر دیئے وہ اپنے اونٹ لے کر واپس آئے تو بیت اللہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر دعا میں مشغول ہوئے اور قریش کی ایک بڑی جماعت ساتھ تھی سب نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ ابرہہ کے عظیم لشکر کا مقابلہ ہمارے تو بس میں نہیں، آپ ہی

اپنے بیت کی حفاظت کا انتظام فرمادیں، الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرنے کے بعد عبدالمطلب مکہ مکرمہ کے دوسرے لوگوں کوساتھ لے کر مختلف پہاڑوں پر پھیل گئے ان کو یہ یقین تھا کہ اس کے لشکر پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا، اسی یقین کی بنا پر انہوں نے ابرہہ سے خود اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا، بیت اللہ کے متعلق گفتگو کرنا اس لئے پسند نہ کیا کہ خود تو اس کے مقابلے کی طاقت نہ تھی اور دوسری طرف یہ بھی یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی بے بسی پر رحم فرما کر دشمن کی قوت اور اس کے عزائم کو خاک میں ملادیں گے۔ صبح ہوئی تو ابرہہ نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تیاری کی اور اپنے ہاتھی محمود نامی کو آگے چلنے کیلئے تیار کیا۔ نفیل بن حبیب جن کو راستہ سے ابرہہ نے گرفتار کیا تھا اُس وقت وہ آگے بڑھے اور ہاتھی کا کان پکڑ کر کہنے لگے تو جہاں سے آیا ہے وہیں صحیح سالم لوٹ جا، کیونکہ تو اللہ کے بلد امین (محفوظ شہر) میں ہے یہ کہہ کر اس کان چھوڑ دیا، ہاتھی یہ سنتے ہی بیٹھ گیا، ہاتھی بانوں نے اُس کو اٹھانا چلانا چاہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا، اس کو بڑے بڑے آہنی تبروں سے مارا گیا، اس کی بھی پروانہ کی، اُس کی ناک میں آنکڑا لوہے کا ڈالدیا پھر بھی وہ کھڑا نہ ہوا، اس وقت ان لوگوں نے اس کو یمن کی طرف لوٹانا چاہا فوراً کھڑا ہوگیا پھر شام کی طرف چلانا چاہا تو چلنے لگا پھر مشرق کی طرف چلایا تو چلنے لگا، ان سب اطراف میں چلانے کے بعد پھر اس کو مکہ مکرمہ کی طرف چلانے لگے تو پھر بیٹھ گیا۔

قدرت حق جل شانہ کا یہ کرشمہ تو یہاں ظاہر ہوا۔ دوسری طرف دریا کی طرف سے کچھ پرندوں کی قطاریں آتی دکھائی دیں جن میں سے ہر ایک کے ساتھ تین کنکریاں چنے یا مسر کے برابر تھیں ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں یہ واقدی کی روایت میں ہے کہ پرندے عجیب طرح کے تھے جو اس سے پہلے نہیں دیکھے گئے، جثہ میں کبوتر سے چھوٹے تھے اُن کے پنجے سرخ تھے، ہر پنجے میں ایک کنکر اور ایک چونچ میں لئے آتے دکھائی دیئے اور فوراً ہی ابرہہ کے لشکر کے اوپر چھا گئے، یہ کنکریاں جو ہر ایک کے ساتھ تھیں اُن کو ابرہہ کے لشکر پر گرایا۔ ایک ایک کنکر نے وہ کام کیا جو ریوالور کی گولی بھی نہیں کرسکتی، کہ جس پر پڑتی اس کے بدن کو چھیدتی ہوئی زمین میں گھس جاتی تھی۔ یہ عذاب دیکھ کر ہاتھی سب بھاگ کھڑے ہوئے، صرف ایک ہاتھی رہ گیا تھا جو اس کنکری سے ہلاک ہوا، اور لشکر کے سب آدمی اسی موقع پر ہلاک نہیں ہوئے بلکہ مختلف اطراف میں بھاگے اُن سب کا یہ حال ہوا کہ راستہ میں مرمر کر گر گئے۔ ابرہہ کو چونکہ سخت سزا دینا تھی یہ فوراً ہلاک نہیں ہوا مگر اس کے جسم میں ایسا زہر سرایت کرگیا کہ اس کا ایک ایک جوڑ گل سڑ کر گرنے لگا اسی حال میں اسکو واپس یمن لایا گیا اور دارالحکومت صنعاء پہنچ کر اس کا سارا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہ گیا اور مرگیا۔ ابرہہ کے ہاتھی محمود کے ساتھ دو ہاتھی بان یہیں مکہ مکرمہ میں رہ گئے مگر اس طرح کہ دونوں اندھے اور اپاہج ہوگئے تھے۔ محمد

بن اسحٰق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ وہ اندھے اور اپاہج تھے اور حضرت صدیقہ عائشہ کی بہن اسماءؓ نے فرمایا کہ میں نے دونوں اپاہج اندھوں کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا ہے۔ اصحاب فیل کے اسی واقعہ کے متعلق اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا ہے:

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ، یہاں اَلَمۡ تَرَ فرمایا ہے جس کے معنے ہیں کیا آپ نے نہیں دیکھا حالانکہ یہ واقعہ آپ کی ولادت باسعادت سے کچھ دن پہلے کا ہے، آپ کے دیکھنے کا یہاں بظاہر کوئی موقع نہیں تھا مگر جو واقعہ یقینی ایسا ہو کہ عام طور پر مشاہدہ کیا گیا ہو اُس کے علم کو بھی لفظ رویت سے تعبیر کر دیا جاتا ہے کہ گویا یہ آنکھوں دیکھا واقعہ ہے، اور ایک حد تک دیکھنا بھی ثابت ہے جیسا کہ اوپر گزرا ہے کہ حضرت صدیقہ عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما نے ہاتھی بانوں کو اندھا اور اپاہج بھیک مانگتے دیکھا ہے۔

طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ، ابابیل لفظ جمع کا ہے مگر اس کا کوئی مفرد مستعمل نہیں، معنے اس کے پرندوں کے غول کے ہیں کسی خاص جانور کا نام نہیں، اردو زبان میں جو ایک خاص چڑیا کو ابابیل کہتے ہیں وہ مراد نہیں جیسا کہ اوپر روایت میں گزر چکا ہے۔ یہ پرندے کبوتر سے کسی قدر چھوٹے تھے اور کوئی ایسی جنس تھی جو پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ (کذا قال سعید بن جبیرؒ، قرطبی)

بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ، سِجِّیۡلٍ بکسر سین سنگ ِگل کا معرب کیا ہوا لفظ ہے جس کے معنے ہیں ایسی کنکریاں جو تر مٹی کو آگ میں پکانے سے بنتی ہیں اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہ کنکریاں بھی خود کوئی طاقت نہ رکھتی تھیں معمولی گارے اور آگ سے بنی ہوئی تھیں مگر بقدرت حق سبحانہ انہوں نے ریوالور کی گولیوں سے زیادہ کام کیا۔

فَجَعَلَهُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ، عصف ، بھوسہ کو کہتے ہیں اوّل تو خود بھوسہ ہی منتشر تنکے ہوتے ہیں، پھر جبکہ اُس کو کسی جانور نے چبا بھی لیا ہو تو وہ تنکے بھی اپنے حال پر نہیں رہتے۔ ابرہہ کے لشکر میں جس پر یہ کنکر پڑی ہے اس کا یہی حال ہو گیا ہے۔

اصحاب فیل کے اس عجیب وغریب واقعہ نے پورے عرب کے دلوں میں قریش کی عظمت بڑھا دی اور سب ماننے لگے کہ یہ لوگ اللہ والے ہیں ان کی طرف سے خود حق تعالیٰ جل شانہٗ نے اُن کے دشمن کو ہلاک کر دیا (قرطبی) اسی عظمت کا یہ اثر تھا کہ قریش مکہ مختلف ملکوں کا سفر بغرض تجارت کرتے تھے اور راستہ میں کوئی اُن کو نقصان نہ پہنچاتا حالانکہ اُس وقت دوسروں کیلئے کوئی سفر ایسے خطرات سے خالی نہیں تھا۔ قریش کے انہی سفروں کا ذکر آگے اگلی سورت سورۂ قریش میں کر کے اُن کو شکر نعمت کی طرف دعوت دی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ
مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ
النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ وَ
الصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا
سورۂ نساء
آیت: ۶۹
ترجمہ
اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔ (بیان القرآن)
ایک بندۂ خدا

مولانا محمود اشرف عثمانی

ایک حدیث
اور اس کی تشریح

دینی احکام میں ترتیب اور حدود کی حفاظت

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ أَبِی ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِی رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلاَ تُضَیِّعُوْھَا، وَ حَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلاَ تَنْتَھِکُوْھَا وَحَدَّ حُدُوْداً فَلاَ تَعْتَدُوْھَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلاَ تَبْحَثُوْا عَنْھَا. (رواہ الدارقطنی

(مشکوۃ ص ۳۲. مرقات ج۱ ص ۲۶۲)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض متعین کیے ہیں ان کو ضائع نہ کرنا، کچھ چیزوں کو اس نے حرام قرار دیا ہے ان کی حرمت پامال نہ کرنا، اور کچھ حدود طے کردی ہیں ان حدود سے تجاوز نہ کرنا، اور اللہ نے بغیر بھولے کچھ کاموں سے خاموشی اختیار فرمائی ہے ان کی کھود کرید نہ کرنا۔ (مشکوٰۃ)

راوی

اس حدیث شریف کے راوی حضرت ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ ہیں جن کا اصل نام ”جرہم بن ناشب“ یا ”جرثوم بن ناشر“ بیان کیا گیا ہے لیکن یہ اپنی کنیت ابوثعلبہ کے ساتھ معروف ہیں۔ شکار کے شرعی احکام کے سلسلہ میں کئی احادیث شریفہ ان سے مروی ہیں۔ بیعۃ الرضوان میں شریک ہونے کا شرف بھی انہیں حاصل ہے، ۷۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

روایت

”مشکوٰۃ المصابیح“ میں یہ روایت ”سنن دار قطنی“ سے نقل کی گئی ہے لیکن یہ حدیث کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ ”مستدرک حاکم“، ”معجم کبیر طبرانی“، ”سنن کبری بیہقی“ میں بھی تخریج کی گئی ہے۔ اسی مفہوم سے ملتی جلتی احادیث ”سنن دار قطنی“ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ”جامع ترمذی“

میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ''سنن ابی داؤد'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہیں جن میں اس سے ملتا جلتا مضمون نقل کیا گیا ہے۔ حافظ ابن رجب حنبلیؒ نے اپنی کتاب ''جامع العلوم والحکم'' میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث شریف دین کے تمام احکام کو جامع ہے اور انہوں نے قاضی ابوبکر ابن السمعانی رحمہ اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ حدیث اصول دین میں سے ایک بڑی اصل (بنیاد) ہے۔

اجمالی تشریح

علماء کرام نے اس حدیث کو جو ''اصل'' اور ''بنیاد'' قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کے تمام احکام چار حصوں میں تقسیم ہوسکتے ہیں اور ان چاروں حصوں کے بارے میں اس حدیث شریف کے اندر اصولی ہدایات دیدی گئی ہیں:

۱۔ فرائض وواجبات

۲۔ محرمات یعنی ممنوعہ اشیاء

۳۔ حدود یعنی شرعی احکام کی حدود کا پورا خیال رکھنا

۴۔ مسکوت عنہ، یعنی وہ چیزیں جن کا حکم بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ باتیں اور وہ چیزیں جن کا کوئی حکم شریعت میں بیان نہیں کیا گیا۔

ان چاروں حصوں کے بارے میں اصولی ہدایت اس حدیث شریف میں بیان کردی گئی ہے۔ آیئے دیکھیں کہ اس کی تفصیل کیا ہے:

تفصیلی تشریح

(۱)...... پہلا جملہ یہ ارشاد فرمایا گیا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلاَ تُضَیِّعُوْھَا

''اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض متعین کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرنا''۔

''فرائض'' فریضہ کی جمع ہے اور ''فرائض'' ان کاموں کو کہا جاتا ہے جو انسان کے ذمے طے شدہ متعین ہوں اور ان کا کرنا اور بجالانا انسان پر لازم اور ضروری ہو۔ اسی سے ملتا جلتا لفظ ''واجبات'' کا ہے

جو واجب کی جمع ہے اور واجبات بھی ان کاموں کو کہا جاتا ہے جن کا کرنا انسان کیلئے ضروری ہے۔ (۱)

اردو میں بھی دونوں کو ملا کر بولا جاتا ہے چنانچہ ''فرائض وواجبات'' کا لفظ کثرت سے مستعمل ہے اور عربی میں بھی فرائض کی جگہ واجبات کا لفظ بکثرت استعمال کیا جاتا ہے لہٰذا حدیث شریف کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جن فرائض وواجبات کی ادائیگی کو متعین کیا ہے انہیں ہرگز ضائع نہ ہونے دینا یعنی ہر مسلمان کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے ذمہ کے فرائض وواجبات کو پورے پورے طریقہ سے ادا کرتا رہے اور انہیں ضائع نہ ہونے دے۔

دینی احکام میں ترتیب

یہ بات ہر دیندار مسلمان کو جاننا ضروری ہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے اگرچہ دین کے تمام احکام کا دل سے احترام کرنا ضروری ہے اور تمام احکام پر عمل کی کوشش بھی کی جانی چاہئے لیکن عملی طور پر دینی احکام کی تعمیل میں درجہ بندی اور ترتیب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ عقائد کے بعد عملی احکام کی ترتیب یہ ہے:

(الف) فرائض وواجبات۔

(ب) حقوق کی ادائیگی۔

(ج) سنن مؤکدہ کی پابندی۔

(د) سنن غیر مؤکدہ اور نوافل ومستحبات پر حسب سہولت عمل کی کوشش۔

(ہ) سنن عادیہ کی محبت اور موقع محل کے مطابق حسب سہولت ان کا خیال رکھنا۔

پانچوں احکام کی مزید تفصیل

(الف) فرائض وواجبات

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ سب سے پہلے فرائض وواجبات کی ادائیگی کا اہتمام کرے، پانچ وقت کی فرض و واجب نمازوں کی اپنے وقت میں ادائیگی کا پورا اہتمام کرے، سال بھر میں ایک مرتبہ اپنے مال میں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرے، بشرطیکہ وہ صاحب استطاعت ہو اور اس کے پاس موجودہ

(۱)۔نوٹ: فرائض دلیل قطعی مثلاً دوٹوک قرآنی آیت یا احادیث متواترہ اور اجماع سے ثابت ہونے والے احکام کو کہا جاتا ہے جبکہ واجبات دوسرے شرعی دلائل سے ثابت شدہ ہوتے ہیں لیکن یہ فرق محض نظریاتی یا اعتقادی ہے ورنہ عملی طور پر فرائض وواجبات پر عمل کرنا یکساں طور پر لازم ہوتا ہے۔

مال، اموالِ زکوٰۃ کے دائرہ میں آتا ہو۔ سال میں ایک مرتبہ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنے ہوں گے۔ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ادا کرنا ضروری ہے وہ بھی جبکہ صاحب استطاعت ہو اور اس پر حج فرض ہوگیا ہو۔ یہ تو معروف ارکان اسلام ہیں۔ (نماز، روزہ، زکوۃ، حج) لیکن حلال کمانا بھی بعض صورتوں میں فرض ہے جبکہ اپنے اور اپنی بیوی بچوں کے خرچ کیلئے حلال رقم موجود نہ ہو۔ لہٰذا ہر مسلمان کو یہ فرائض سب سے پہلے ادا کرنے ضروری ہیں۔

(ب) حقوق کی ادائیگی

حقوق کی ادائیگی بھی درحقیقت فرائض وواجبات ہی کی ایک قسم ہے البتہ حقوق العباد کی اہمیت کے پیش نظر اسے ہم نے علیحدہ ذکر کردیا ہے۔ ہر شخص کے ذمہ اپنے متعلقین کے حقوق لازم ہوتے ہیں ان کے حقوق کی ادائیگی نوافل اور مستحبات پہ مقدم ہے۔ مثلاً شوہر کے ذمہ اس کی بیوی اس کے بچوں اور اگر والدین بوڑھے محتاج یا معذور ہوں تو ان کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے اسی طرح بیوی کیلئے شوہر کے حقوق اور بچوں کے حقوق پورے کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح قریبی رشتہ داروں مثلاً بہن بھائیوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اپنے ماتحتوں کے حقوق کی ادائیگی بھی اسی دائرے میں آتی ہے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی میں کئی باتیں تو صرف مستحب کے درجہ میں ہوتی ہیں لیکن کئی باتیں واجب کے درجہ کی بھی ہیں اگر کوئی انہیں ادا نہیں کرے گا تو اسے واجب چھوڑنے کا گناہ بھی ہوگا اور وہ حقوق کو پامال کرنے والا گناہگار سمجھا جائے گا۔

(ج) سنن مؤکدہ

اس کے بعد بلکہ ان کے ساتھ ساتھ سنن موکدہ کا اہتمام بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یعنی وہ سنتیں جن کے کرنے کی حضور ﷺ نے تاکید فرمائی ہے اور خود حضور ﷺ بھی ہمیشہ انہیں کرتے تھے اور بغیر عذر کے انہیں ترک نہیں فرماتے تھے مثلاً نماز میں فرض نماز سے پہلے کی اور بعد کی مؤکدہ سنتیں اور دوسری سنن مؤکدہ کہ بغیر عذر کے انہیں چھوڑنا درست نہیں۔ اسی لئے انہیں ''سنن مؤکدہ'' کہا جاتا ہے کہ سفر اور عذر کے بغیر انہیں چھوڑا نہیں جاتا۔

(د) نوافل و مستحبات

اس کے بعد سنن غیر مؤکدہ ہیں مثلاً نماز میں عصر سے پہلے کی چار سنتیں اور عام نوافل و مستحبات

یعنی وہ کام جس کی آپ نے فی الجملہ فضیلت بیان فرمائی یا ترغیب دی یا اس کی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے ان کے کرنے سے آدمی کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں اضافہ ہوتا ہے انہیں مستحب بھی کہا جاتا ہے، موقع محل کے مطابق اور اپنی سہولت کے مطابق ان پر عمل کی کوشش کرنی چاہئے، لیکن اگر ان کے کرنے سے فرائض و واجبات یا حقوق کی ادائیگی میں کمی آ رہی ہو تو انہیں فی الحال مؤخر کر دینا چاہئے بعد میں جب آسانی ہو تب ان پر عمل کیا جائے کیونکہ فرائض و واجبات، حقوق اللہ وحقوق العباد اور سنن مؤکدہ کا درجہ نوافل و مستحبات سے زیادہ ہے۔

(ہ) سنن عادیہ

سب سے آخر میں "سنن عادیہ" کا درجہ ہے یہ بھی دینی محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ "سنن عادیہ" کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ (یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے اپنی زندگی میں جو کام بطور عادت اختیار فرمائے یا جو مباح چیزیں آپ نے استعمال فرمائیں، آپ ﷺ کی محبت کے طور پر وہ کام کئے جائیں یا وہ چیزیں استعمال کی جائیں، مثلاً رسول اللہ ﷺ نے جو مختلف لباس استعمال فرمائے، جو غذائیں استعمال کیں، جو سواریاں استعمال فرمائیں، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، ہنسنے بولنے میں جو مباح کام آپ نے کئے یا جو مباح چیزیں آپ نے استعمال فرمائیں ان کے اہتمام کی خواہش رسول اللہ ﷺ سے محبت کی ایک علامت ہے، اتباع سنت کی نیت سے حسب موقع، حسب مصلحت اور حسب سہولت انہیں اختیار کر لیا جائے تو ثواب کی قوی امید ہے اور محبت کی علامت تو بہر حال ہے ہی۔

اب جس حدیث کی ہم تشریح کر رہے ہیں اس کے پہلے جملہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْھَا

"اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو فرض (وواجب) قرار دیا ہے انہیں ضائع مت کرنا"۔

لہٰذا ہر مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے کہ سب سے پہلے فرائض وواجبات کی ادائیگی کا اہتمام کرے۔

(۲)...... دوسرا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ:

وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَھِکُوْھَا

"اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کی حرمتوں کو پامال نہ کرنا"۔

اس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یا رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ بعض

کاموں کو اور بعض چیزوں کے استعمال کو حرام قرار دیا ہے۔ ہر مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے کہ حتی الامکان ان حرام چیزوں کے قریب بھی نہ جائے اور ہر ممکن کوشش کے ذریعہ ان حرام چیزوں سے مکمل طور پر دور رہے۔ ان حرام کاموں یا حرام اشیاء کا استعمال اللہ تعالیٰ کے احکام کی حرمت کو پامال کرنا ہے جس کی مسلمان کو اجازت نہیں ہے، ان ممنوعہ کاموں اور چیزوں کو درجہ بندی کے اعتبار سے حرام بھی کہا جاتا ہے، ناجائز بھی، اور مکروہ تحریمی بھی۔ (جیسے فرائض وواجبات اور حقوق کی ادائیگی سب فرائض میں داخل ہے اسی طرح (۱) حرام، (۲) ناجائز اور (۳) مکروہ تحریمی جیسے سب کاموں سے بچنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے) ان ناجائز چیزوں کا ارتکاب کرنا معصیت کہلاتا ہے جس کا اردو ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی'' ہے اور اسے ہی گناہ بھی کہا جاتا ہے اور جو مسلمان اپنے طور پر بچنے کی کوشش کرے اور حتی الامکان ان سے بچتا رہے اسے ''متقی'' (دیندار کہا جاتا ہے اور گناہوں سے بچتے رہنے کو ''تقویٰ'' کہا جاتا ہے جس کا اسلام میں بڑا مقام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات: آیت ۱۳)

''بے شک تم میں سب سے باعزت اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں زیادہ متقی ہو''۔

اور ایسے ہی متقی لوگوں کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے جن کے بارے میں قرآن نے یہ فرمایا:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ. (یونس: آیت ۶۲-۶۳)

''خبردار یقیناً اولیاء اللہ پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور گناہوں سے بچتے رہتے ہیں''۔

لہٰذا ہر مسلمان کی دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ گناہوں سے بچنے کی ہر ممکن تدبیر کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں اور منع کئے ہوئے کاموں میں ہرگز مبتلا نہ ہو۔ اسی بات کو اس حدیث شریف کے دوسرے جملہ میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا:

وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا.

''اور اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کی حرمت پامال نہ کرنا''۔

(۳) تیسرا جملہ یہ ارشاد فرمایا:

وَحَدَّ حُدُوْداً فَلاَ تَعْتَدُوْهَا

''اور اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود متعین کردی ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا''۔

اس تیسرے جملہ کا مطلب یہ ہے کہ فرائض وواجبات ہوں یا حقوق کی ادائیگی یا اور دوسرے شرعی احکام، ان سب شرعی احکام کی کچھ حدود (Limits) شریعت میں طے کردی گئی ہیں ان حدود کو پھلانگ کر آگے بڑھنے کی کوشش کرنا، یا ان سے تجاوز کرکے حد سے باہر جانا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کی تیسری بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ہر دینی معاملہ میں حد پر رہے اور کسی حال میں بھی طے شدہ شرعی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

(الف) مثلاً نماز کی رکعتوں کی تعداد اور اسی طرح ان کے اوقات طے شدہ ہیں اگر کوئی شخص عشاء کی چار رکعتوں کے بجائے ساڑھے چار یا پانچ پڑھنے کی کوشش کرے گا تو یہ حد سے تجاوز ہے۔ اگر کوئی چار رکعت فرض پورے کرنے کے بعد دو رکعت اور ساتھ ملا کر چھ پڑھے گا تو بھی فرض صرف چار ہوں گے اور زائد دو رکعت پر نفل کے احکام جاری ہوں گے۔ زکوٰۃ کی شرح ڈھائی فیصد طے شدہ ہے اسے پونے تین یا تین میں یا دو یا سوا دو فیصد میں تبدیل کرنے کی کوئی اجازت نہیں اگر کوئی شخص تین فیصد رقم مستحقین زکوۃ کو دے گا تو بھی زکوۃ ڈھائی فیصد ہی ادا ہوگی باقی زائد رقم زکوۃ نہیں ہوگی بلکہ اس پر صدقہ کے احکام جاری ہوں گے۔ رمضان المبارک کے روزے پورے ہوجانے کے بعد عیدالفطر کے دن روزہ رکھنے کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ حج کا خاص وقت خاص موقع ہے جس سے تجاوز نہیں ہوسکتا اسی سے آپ باقی تمام شرعی احکام کی حدود کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ حج ہو یا جہاد، تبلیغ ہو یا تعلیم وتعلم، ان میں سے ہر عبادت کی کچھ شرائط ہیں اور کچھ حدود۔ شرائط کے بغیر تو وہ عبادت عبادت ہی نہ ہوگی اور پھر اس عبادت اور دینی کام کی حدود کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اچھے سے اچھا کام بھی اگر حدود سے زیادہ کیا جائے تو وہ خرابی کا ذریعہ بنتا ہے اور اکثر اوقات شرعی ممانعت کے دائرہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ نماز تہجد، نفلی روزوں اور جہاد کی کتنی فضیلت ہے لیکن حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمائی کہ ان اچھے کاموں کو بھی ایک حد میں رکھو اور حدود سے تجاوز نہ کرو۔

معروف صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہؓ میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا، دوسرے صحابی نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ سے رہوں گا کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا تیسرے صحابیؓ نے کہا میں عورتوں سے دور رہوں گا کبھی شادی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اس موضوع پر خطبہ بھی دیا اور پھر ملاقات میں آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا آپ لوگوں نے یہ بات کہی ہے؟ خبردار اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور تم میں سب سے زیادہ متقی ہوں لیکن میں (نفلی) روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، میں رات کو (تہجد کی) نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، جو میرے طریقہ (سنت) سے اعراض کرے گا اس کا میرے طریقہ (سنت) سے تعلق نہیں (صحیح بخاری کتاب النکاح، فتح الباری ص ۱۰۴، ۱۰۶ جلد ۹)۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ اچھا کام بھی حضور ﷺ کی سنت اور آپ کے بیان کردہ طریقہ کے مطابق اسی وقت اچھا ہوگا جب اس میں اعتدال سے کام لیا جائے اور حدود سے تجاوز نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ طریقہ سے ہٹ کر یا آپؐ کی سنت طیبہ سے آگے بڑھ جانا اچھا نہیں ہے۔

(ب) حدود کی یہ پابندی جس طرح فرائض، واجبات، عبادات ونوافل وغیرہ میں ضروری ہے اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی ضروری ہے اور حدود سے تجاوز کرنا وہاں بھی غلط ہے۔

مثلاً دیندار مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کرے اور بیوی بچوں کے بھی، رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کرے اور پڑوسیوں کے بھی، ماتحتوں کے حقوق بھی ادا کرے اور دوسرے متعلقین کے بھی۔ ملازمت، تجارت اور کسب حلال کے حقوق بھی ادا کرے اور اپنی جان اور اپنی صحت کا حق بھی ادا کرے۔ اگر کوئی شخص بیوی کا حق مار کر ماں کو دیدے یا ماں باپ کے حقوق میں کوتاہی کرکے صرف بیوی کو راضی رکھے، یا مخلوق کو راضی کرکے خالق و مالک حق سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کرے یا نوافل ومستحبات میں منہمک ہوکر مخلوق خدا کے واجب حقوق کو پامال کرے تو یہ سب صورتیں شرعی حدود سے تجاوز میں داخل ہیں اور گناہ کے زمرہ میں آجاتی ہیں۔

ہر معاملہ میں حدود پر قائم رہنا اور اس کی طے شدہ حدود سے تجاوز نہ کرنا وہ اہم بات ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک سے زائد جگہ میں تاکید فرمائی ہے۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. (آیت:۲۲۹)

''یہ اللہ کی حدود ہیں تو ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

اور اسی سورۃ کی اگلی آیت میں ارشاد ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (آیت:۲۳۰)

''یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں اللہ ان لوگوں کیلئے بیان کر رہا ہے جو جانتے ہوں''۔

اور سورۃ الطلاق میں ارشاد ہے:

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ. (آیت:۱)

''اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو اس نے خود اپنی جان پر ظلم کیا''۔(آیت:۱)

یہ بات بڑی اہم ہے کہ اوپر ذکر کردہ تینوں آیتیں نکاح اور طلاق کے احکام کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی ہیں جس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ محبت ہو یا نفرت، محبت کے تاثرات ہوں یا نفرت کے نتائج دونوں صورتوں میں شرعی حدود کی پابندی کرنا ضروری ہے محبت میں بھی حد سے آگے نکل جانا منع ہے اور نفرت میں بھی شرعی اور اخلاقی حدود سے تجاوز کرنا ممنوع ہے۔

اسی بات کو ترمذی شریف کی روایت میں بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

أَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًا مَّا وَابْغِضْ بَغِيْضَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ حَبِيْبَكَ يَوْمًا مَّا.(۱۱۰/۳، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاقتصاد فی الحب والبغض، بیروت)۔

''اپنے محبوب سے محبت ہلکی کرو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تمہارے لئے قابل نفرت ہوجائے اور جس سے نفرت کرتے ہو اس سے نفرت بھی کم کرو ہوسکتا ہے وہ کسی دن تمہارا محبوب بن جائے۔''

عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی کام، کسی فن، کسی مشغلہ، کسی شخص یا گروہ سے محبت ہوجائے تو وہ پھر اس کی محبت میں حد پر قائم نہیں رہتا اور محبت میں منہمک ہو کر تمام شرعی اخلاقی قانونی حدود پھلانگ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو کسی دوسرے فرد، ادارہ، تنظیم، گروہ، فن یا مشغلہ سے نفرت ہوجائے تو وہ نفرت اس کے دل و دماغ پر طاری ہوجاتی ہے اور اس کا صبح و شام یہی مشغلہ بن جاتا ہے کہ وہ اس نفرت کو ظاہر کرے اور پھر اس نفرت کے اظہار میں اکثر وہ شرعی اخلاقی اور قانونی حدود پامال کردیتا ہے یہاں تک کہ دیکھنے والوں کو یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ اس نفرت سے

اس کی ذہنی اور نفسیاتی صحت متاثر ہوگئی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں اس ذہنیت سے بچنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ. (آیت:۸)

''اور کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس جرم پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو، یہی تقویٰ کے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرو''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی تو بہت سی تسبیحات ہمیں سکھائی ہیں جنہیں مسلمان بحمداللہ صبح شام پڑھتے ہیں لیکن شیطان کے ملعون ہونے کے باوجود اس پر لعنت کی کسی تسبیح کی تعلیم نہیں دی گئی ہاں تلاوت قرآن سے پہلے ایک مرتبہ اور بعض مخصوص مقامات پر شیطان رجیم کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ جس سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ نفرت بھی ایک حد تک ہی مناسب ہے اور اس نفرت کو اپنی زندگی کا وظیفہ بنالینا درست نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ محبت ہو یا نفرت، شرعی معاملات ہوں یا زندگی کے معاملات ان سب میں اعتدال اور حد پر قائم رہنا ضروری ہے، حدود سے تجاوز کرجانا قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

اوپر ذکر کی ہوئی سب باتوں کا خلاصہ وہی ہے جو حدیث شریف کے اس تیسرے جملہ میں ارشاد ہوا ہے کہ:

وَحَدَّ حُدُوْداً فَلَا تَعْتَدُوْھَا

''اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود متعین کردی ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا''۔

(۴) حدیث شریف کا چوتھا جملہ یہ ہے:

وَسَکَتَ عَنْ اَشیاءَ مِنْ غَیْرَ نِسْیَان فَلَا تَبْحَثُوا عَنْھَا

''اور اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کا حکم بیان کرنے سے خود خاموشی اختیار کی ہے۔ بھولے بغیر۔ تو تم ان چیزوں کی کھود کرید نہ کرنا''۔

اس چوتھے جملہ میں رسول اللہ ﷺ نے تین باتیں ارشاد فرمائیں ہیں:

الف: اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں (بعض کاموں) کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے یعنی ان کا کوئی تفصیلی حکم بیان نہیں فرمایا، نہ قرآن حکیم میں، نہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ، بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہے۔

ب: خاموشی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ اس کا حکم بیان کرنا بھول گئے ہیں۔ نعوذ باللّٰہ من ذلک۔

ج: جب اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے بارے میں احکام نہیں دیئے تو تم بھی ان کے بارے میں بحث اور کھود کرید نہ کرو۔

مزید تشریح

ان مذکورہ بالا تینوں باتوں کے بارے میں علیحدہ علیحدہ مزید تفصیل یہ ہے:

الف: اللہ تعالیٰ نے کئی چیزوں اور کئی کاموں کے بارے میں تفصیلی شرعی احکام نازل نہیں فرمائے نہ قرآن کریم میں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بلکہ ان کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ مثلاً مکان کا نقشہ (ڈیزائن) کس طرح کا بنایا جائے، کھانا کس طرح پکایا جائے، لباس کی مخصوص ہیئت کیا ہونی چاہئے؟ کاج کی لمبائی، بٹنوں کی تعداد کتنی ہو؟ واسکٹ پہنی جائے یا نہیں؟ ٹوپی کا ڈیزائن کیسا ہو؟ ٹوپی کتنی اونچی اور کتنی بڑی ہو؟ جوتے کیسے ہوں؟ کاشت کیلئے کیا طریقے اختیار کئے جائیں؟ سائنس کے مختلف شعبے، طب، انجینئرنگ، دفاع کے مختلف طریقے، مختلف قسم کے اسلحہ جات سمیت عام انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں قرآن اور حدیث نے اصولی ہدایات تو دی ہیں لیکن ان کی تفصیل سے جان بوجھ کر خاموشی اختیار فرمائی تاکہ زندگی گذارنا اور دین پر عمل کرنا آسان رہے۔

لباس ہی کو دیکھ لیا جائے، لباس کے بارے میں قرآن وحدیث نے اصولی ہدایات تو دی ہیں کہ لباس سے ستر پوشی ہونی ضروری ہے، کافروں اور آوارہ لوگوں جیسا لباس اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن لباس کی کوئی خاص وضع قطع شریعت نے تجویز نہیں کی۔

یہی وجہ ہے کہ علماء اور دیندار حضرات کے لباس کی مختلف قسموں میں شرعی احکام کی مشترک رعایت تو پائی جاتی ہے لیکن دیوبند، سہارنپور، گنگوہ کے علماء صلحاء کے لباس کی وضع قطع سرحد وافغانستان کے علماء اور صلحاء کے لباس کی وضع قطع سے مختلف ہے، اور ان دونوں کی وضع قطع عالم عرب کے علماء وصلحاء کے لباس کی وضع قطع سے بہت مختلف ہے۔ افریقہ کے علماء اور بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائشیا کے علماء صلحاء کا لباس ایک جیسا نہیں ہے حتیٰ کہ عالم عرب ہی کے مختلف ملکوں، سعودی عرب، یمن، اردن، شام، عراق کے علماء اور صلحاء کے لباس میں بہت سی قدر مشترک ہونے کے باوجود اتنا واضح فرق ہوتا ہے کہ دیکھنے والا بآسانی اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ عالم یا بزرگ کس علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں؟

پوری دنیا کے علماء صلحاء کے لباس کی مختلف اقسام میں جو حسین اقدار مشترک ہیں اور ان کی وضع قطع کے اختلاف میں جو خوبصورت رنگا رنگی پائی جاتی ہے وہ اسلام کی ٹھوس اور آسان تعلیمات کے حسین اعتدال کا پیارا نمونہ ہے۔

عالم اسلام میں پائے جانے والی ٹوپیوں، عمامہ کی مختلف شکلوں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں پائی جانے والی دینی وسعتوں کی بنیاد یہی بات ہے کہ ان سب چیزوں کی تفصیل سے شریعت نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار فرمائی ہے جس سے دین کی وسعت اور دین کی آسانی کا ظہور ہوا ہے۔

(ب) دوسری بات یہ ارشاد فرمائی: ''مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ''۔

یعنی مباح چیزوں سے یہ خاموشی اور ان کی تفصیلات سے یہ سکوت نعوذ باللہ بھولنے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم حکمت کا ایک پَرتو ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا. (سورۂ مریم: آیت ۶۴)

''جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اللہ کا ہے اور تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے۔''

(ج) تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ جن کاموں اور جن چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے) خاموشی اختیار کی ہے ان کے بارے میں بحث نہ کرنا، کھود کرید نہ کرنا۔ دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن مباح چیزوں کے بارے میں احکام نہیں دیئے اور ان کی تفصیلات بیان نہیں فرمائیں ان کے بارے میں احکام نہ دینے اور تفصیلات بیان نہ کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ انہیں اسی طرح چھوڑ دیا جائے اور بحث و تفتیش نہ کی جائے، ان کی تفصیلات کی تلاش [1] نہ کی جائے کیونکہ اگر ان کی تفصیلات میں ہمارے دین یا ہماری دنیا کا کوئی فائدہ ہوتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ ضرور ہمیں اس کی ہدایت دیتے، خاموش نہ رہتے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھولنے والے نہیں ہیں۔ لیکن جب شریعت کے احکام میں ان پر سکوت کیا گیا، ان پر خاموشی اختیار کی گئی تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ تفصیلات شرعاً مطلوب ہی نہیں ہیں۔ اگر یہ مطلوب ہوتیں تو

(۱)۔ اگر بالفرض کوئی محبت والا اپنی طبعی محبت کی بناء پر ضعیف روایات سے کچھ تفصیلات تلاش کرلے تو بھی اس کی ذمہ داری ہے کہ خود عمل کرنا چاہے تو کرلے لیکن ان کی عام اشاعت نہ کرے اور نہ ان کی تبلیغ عام کرے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ضرور ہمیں ان کے بارے میں ہدایت دیتے۔ اسی لئے ''سنن دار قطنی'' اور ''مستدرک حاکم'' کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

وَتَرَكَ اَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلٰكِنْ رَحْمَةً مِنْهُ لَكُمْ فَاقْبَلُوْا هَا وَلَا تَبحثوا فِيْهَا.

''اللہ تعالیٰ نے کئی چیزوں کو ایسے ہی چھوڑ دیا ہے، تمہارا پروردگار بھولا نہیں ہے، لیکن یہ خاموشی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رحمت ہے، تم اس رحمت کو قبول کرو، اور اس کے بارے میں تفتیش نہ کرو (اور دار قطنی کے الفاظ کے مطابق) تم ان چیزوں کا تکلف نہ کرو (فَلَا تَكَلَّفُوْهَا)۔

لہٰذا جہاں شریعت نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کی ہو وہاں تکلف نہ کرنا اور خود بھی خاموشی اختیار کرنا قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔

تفسیر معارف القرآن سے ایک آیت کی تفسیر

آخر میں سورہ مائدہ کی آیت ۱۰۱ کی تفسیر میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ نے تفسیر معارف القرآن میں جو تفصیل ذکر کی ہے وہ نقل کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ اس سے بات اور واضح ہو جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ. (مائدہ:۱۰۱)

اے ایمان والو! مت سوال کرو ان چیزوں کے بارے میں کہ اگر وہ چیزیں تمہارے سامنے ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بُری لگیں۔''

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ ''معارف ومسائل'' کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

بے ضرورت سوال کرنے کی ممانعت

ان آیات میں اس بات پر تنبیہ کی گئی ہے کہ بعض لوگوں کو احکام الٰہیہ میں بلا ضرورت تدقیق اور بال کی کھال نکالنے کا شوق ہوتا ہے، اور جو احکام نہیں دیئے گئے ان کے متعلق بغیر کسی داعیہ ضرورت کے سوالات کیا کرتے ہیں، اس آیت میں ان کو یہ ہدایت دی گئی کہ وہ ایسے سوال نہ کریں جن کے نتیجہ میں ان پر کوئی مشقت پڑ جائے یا ان کو خفیہ رازوں کے اظہار سے رسوائی ہو۔

شانِ نزول

ان آیات کا شانِ نزول مسلم کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو اقرع بن حابسؓ نے سوال کیا کہ کیا ہر سال ہمارے ذمہ حج فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سوال کا جواب نہ دیا، تو مکرر سوال کیا، حضور ﷺ نے پھر بھی سکوت فرمایا، انہوں نے تیسری مرتبہ پھر

سوال کیا، تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے عتاب کے ساتھ تنبیہ فرمائی کہ اگر میں تمہارے جواب میں یہ کہہ دیتا کہ ہاں ہر سال حج فرض ہے تو ایسا ہی ہو جاتا اور پھر تم اس کو پورا نہ کر سکتے، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جن چیزوں کے متعلق میں تمہیں کوئی حکم نہ دوں ان کو اسی طرح رہنے دو، ان میں کھود کرید کر کے سوالات نہ کرو، تم سے پہلے بعض امتیں اسی کثرتِ سوال کے ذریعہ ہلاک ہو چکی ہیں، کہ جو چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرض نہیں کی تھیں سوال کر کر کے ان کو فرض کرالیا، اور پھر اس کی خلاف ورزی میں مبتلا ہو گئے، تمہارا وظیفہ یہ ہونا چاہئے کہ جس کام کا میں حکم دوں اس کو مقدور بھر پورا کرو اور جس چیز سے منع کردوں اس کو چھوڑ دو (مراد یہ ہے کہ جن چیزوں سے سکوت کیا جائے ان کے متعلق کھود کرید نہ کرو)۔

آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت اور سلسلۂ وحی ختم ہے

اس آیت میں ایک ضمنی جملہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ:

وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَكُمْ

''نزول قرآن کے زمانہ میں اگر تم ایسے سوالات کرو گے تو بذریعہ وحی ان کا جواب آ جائے گا''۔

اس میں نزولِ قرآن کے زمانہ کے ساتھ مقید کر کے اس کی طرف اشارہ فرمادیا کہ نزولِ قرآن کی تکمیل کے بعد نبوت و وحی کا سلسلہ بند کر دیا جائے گا۔

ختمِ نبوت اور سلسلہ وحی کے انقطاع کے بعد ایسے سوالات کا اگرچہ یہ اثر نہ ہوگا کہ نئے احکام آ جائیں جو چیزیں فرض نہیں ہیں وہ فرض ہو جائیں، یا بذریعہ وحی کسی کا خفیہ راز آشکارا ہو جائے، لیکن بے ضرورت سوالات گھڑ گھڑ کر ان کی تحقیقات میں پڑنا یا بے ضرورت چیزوں کے متعلق سوالات کرنا بعد انقطاعِ نبوت کے بھی مذموم اور ممنوع ہی رہے گا، کیونکہ اس میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُه، مَالَا يَعْنِيْهِ

''مسلمان ہونے کی ایک خوبی یہ ہے کہ آدمی فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمان جو بالکل فضول چیزوں کی تحقیق میں لگے رہتے ہیں کہ

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا کیا نام تھا، اور نوح علیہ السلام کی کشتی کا طول وعرض کیا تھا، جن کا کوئی اثر انسان کے عمل پر نہیں، ایسے سوالات کرنا مذموم ہے، خصوصاً جبکہ یہ بھی معلوم ہو کہ ایسے سوالات کرنے والے حضرات اکثر ضروری اور اہم مسائل دین سے بے خبر ہوتے ہیں، فضول کاموں میں پڑنے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ آدمی ضروری کاموں سے محروم ہو جاتا ہے، رہا یہ معاملہ کہ حضرات فقہاء نے خود ہی بہت سی مفروضہ صورتیں مسائل کی نکال کر اور سوالات قائم کر کے ان کے احکام بیان کر دیئے ہیں سو یہ بے ضرورت چیز نہ تھی، آنے والے واقعات نے بتلا دیا کہ آئندہ نسلوں کو ان کی ضرورت تھی، اس لئے وہ فضول اور لایعنی سوالات نہ تھے، اسلام کی تعلیمات میں یہ بھی ایک تعلیم ہے کہ علم ہو یا عمل، کوئی کام ہو یا کلام جب تک اس میں کوئی دینی یا دنیوی فائدہ پیش نظر نہ ہو اس میں لگ کر وقت ضائع نہ کریں۔ (تفسیر معارف القرآن جلد سوم ص ۲۴۶ اور ۲۴۷)۔

خاتمہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارا دین ہمارے لئے رحمت وسکینت اور دین و دنیا کی راحت اور ترقی، دنیا وآخرت میں ہمارے لئے عافیت اور نجات کا ذریعہ ہے۔ لیکن یہ سب نعمتیں اور نتائج ہمیں اسی وقت حاصل ہوں گے جب ہم پورے دین پر عمل کریں، تمام فرائض و واجبات اور حقوق کی ادائیگی کریں، حرام ومکروہ تحریمی کاموں سے بچیں، شرعی حدود پر قائم رہیں ان سے تجاوز نہ کریں اور دین و دنیا کے تمام کاموں میں اعتدال پر قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کریں۔ آمین۔

اعتذار

شوال المکرّم ۱۴۳۰ھ کے گذشتہ شمارے میں ص ۲۳ پر ایک عنوان کی عبارت اس طرح درج ہوئی ہے کہ:

''عالَمِ کفر کے سب سے بڑے دشمن مدارس دینیہ ہیں''

یہ عنوان مرتب کی فروگذاشت سے غلط چھپ گیا ہے، صحیح عنوان اس طرح ہے:

''دشمنِ اسلام طاقتوں نے دینی مدارس کو ہدف بنالیا ہے''۔

مرتب اس غلط عنوان پر معذرت خواہ ہے۔

(البقرة: ۱۹۶)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفّارہ ہے جو ان کے درمیان سرزد ہوں اور حجِ مبرور کی جزا صرف اور صرف جنّت ہے۔"

(جمع الفوائد)

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انتخاب کردہ چالیس حدیثوں کا خلاصہ

(۱)......سارے عمل نیت سے ہیں۔

(۲)...... ایک کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب (۲) بیمار پرسی (۳) جنازہ پڑھنا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینکنے پر یرحمک اللہ کہنا۔

(۳)......رحم نہ کرنے والے پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(۴)......چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

(۵)......صلہ رحمی نہ کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔

(۶)......ظالم کیلئے قیامت میں اندھیرے ہوں گے۔

(۷)......ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والے کے پاؤں دوزخی ہیں۔

(۸)......کامل مسلمان کے ہاتھ وزبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہیں پہنچتی۔

(۹)...... جو نرم نہیں وہ بالکل محروم ہے۔

(۱۰)......طاقتور کسی دوسرے کی بجائے اپنے نفس کو غصہ میں پچھاڑتا ہے۔

(۱۱)...... جب حیاء ہی نہیں تو جو چاہو کر گزرو۔

(۱۲)......دائمی عمل گو کم ہو اللہ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۱۳)...... کتے اور تصویر والے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

(۱۴)......خوش خلق مجھے زیادہ پسند ہے۔

(۱۵)......دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

(۱۶)......تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی کو نہ چھوڑو۔

(۱۷)......ایک سوراخ سے دو دفعہ انسان نہیں ڈسا جاتا۔

(۱۸)......امیری تو دل کی ہے۔

(۱۹)...... دنیا میں مسافر یا رہگذر کی طرح رہو۔

(۲۰)...... بلاتحقیق ہر سنی بات کہہ دینا جھوٹ ہے۔

(۲۱)...... چچا باپ جیسا ہے۔

(۲۲)...... مسلم کے عیب چھپانے والے کے اللہ تعالیٰ قیامت میں عیب چھپائیں گے۔

(۲۳)...... وہ کامیاب ہے جو اسلام، گذارے کا رزق اور قناعت دیا گیا ہے۔

(۲۴)...... قیامت میں تصویر بنانے والے کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا۔

(۲۵)...... مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

(۲۶)...... مومن وہی ہے جو بھائی کیلئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

(۲۷)...... جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ ہو وہ جنت میں نہ جائے گا۔

(۲۸)...... نہ قطع رحمی کرو۔ نہ تنگ کرو۔ نہ بغض وحسد کرو، بھائی بھائی بن کر رہو۔

(۲۹)...... اسلام، ہجرت، حج پچھلے گناہ مٹا دیتے ہیں۔

(۳۰)...... میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۳۱)...... شرک، ماں باپ کی نافرمانی، قتل، جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہیں۔

(۳۲)...... جب تک کوئی بھائی کی امداد میں لگا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی امداد میں لگے رہتے ہیں۔

(۳۳)...... اللہ کے ہاں سب سے بُرا جھگڑالو ہے۔

(۳۴)...... ہر بدعت گمراہی ہے۔

(۳۵)...... پاکی آدھا ایمان ہے۔

(۳۶)...... اللہ کے ہاں سب سے اچھی جگہ مسجد ہے۔

(۳۷)...... قبروں کو سجدہ گاہ نہ بناؤ۔

(۳۸)...... صف سیدھی نہ کرنے سے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

(۳۹)...... مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ دس دفعہ رحمت بھیجتے ہیں۔

(۴۰)...... اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقه واله اجمعین

☆☆☆

محمد عبداللہ صدیقی العرفانی

مصائبِ دنیا رحمت ہیں اور عذاب بھی

بعض روایاتِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے مصائب و آفات حق تعالیٰ کی رحمت اور بڑی فضیلت کی چیزیں ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے زیادہ بلائیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ مقبولین و اولیاء اللہ پر۔

لیکن اس کے مقابل بہت سی آیات قرآنیہ اور روایاتِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی مصیبتیں ہمارے گناہوں کے ثمرات و نتائج ہیں اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے قہر کی علامت ہیں۔ اس لئے حیرانی ہوتی ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ اور انسان جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ اس کو قہر الٰہی سمجھے یا راحت (کا سبب جانے)؟

قطبِ عالم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے اس مسئلہ کا نہایت بہترین حل فرمایا ہے جو علامہ ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب "صفوۃ الصفوۃ" میں تحریر فرمایا ہے۔ وھو ھذا:

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ امراض و مصائب کی تین حالتیں ہیں۔ بعض حالات میں وہ عذاب اور قہر خداوندی ہوتے ہیں اور بعض میں گناہوں کا کفارہ اور بعض میں رفع درجات اور یہی پہچان ہر ایک کی ہے کہ:۔

(۱)...... اگر امراض و مصائب کے ساتھ مصیبت زدہ کو تقدیر الٰہی پر غصہ اور اس سے شکایت پیدا ہو تو وہ علامت قہر خداوندی اور عذاب کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو۔

(۲)...... بلکہ اس (مصیبت و بلاء) پر صبر کرے تو یہ علامت کفارۂ ذنوب (گناہوں کے معاف ہونے) کی ہے اور اگر یہ صورت بھی ہو اور

(۳) صبر کے ساتھ ساتھ رضاءِ خداوندی اور قلب میں انشراح (طمانیت و سکونِ قلب) محسوس کرے تو وہ علامت رفعِ درجات کی ہے۔ انتھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی بلائیں (اور مصائب) تیسری قسم میں داخل ہیں عام مؤمنین مصائب قسمِ دوم میں اور اوّل قسم اکثر کفار کا حال ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ثمرات الاوراق۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

مولانا محمد حنیف خالد
استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

یادگار جلی پور گاؤں اور مسجد کی ضروریات

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی کا سبق آموز اور دلچسپ سفر نامہ ''گلگت کے پہاڑوں میں یادگار آپ بیتی'' ماشاء اللہ خاصی مقبولیت حاصل کر چکا ہے، اس کے صفحہ نمبر ۹۴ پر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم نے جلی پور گاؤں اور مسجد کی چند بنیادی ضروریات بیان فرمائی ہیں، جن کا اظہار ''ماہنامہ البلاغ'' میں بھی کیا گیا تھا، انہیں پڑھ کر بعض قارئین نے حسب استطاعت مالی تعاون فرمایا تھا، جس کے ذریعے الحمدللہ درج ذیل ضروریات پوری ہوگئی ہیں:

(۱)......اس گاؤں کی مسجد (جس کا نام گاؤں کے لوگوں نے محبت سے حضرت والا دامت برکاتہم کے نام پر ''مسجد رفیع'' رکھا ہے) کا ایک خوبصورت مینار تعمیر ہو چکا ہے۔

(۲)......مسجد کا لاؤڈ اسپیکر لگا دیا گیا ہے، اذانیں لاؤڈ اسپیکر پر ہوتی ہیں، اور آواز تقریباً شاہرہ قراقرم تک جاتی ہے۔

(۳)......مسجد کا وضو خانہ تیار ہو گیا ہے۔

(۴) وضو خانے پر چھت ڈال دی گئی ہے، جس کی وجہ سے نمازی حضرات وضو کے دوران دھوپ اور بارش سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۵)......وضو خانے کیلئے ٹنکی تیار ہوگئی ہے

(۶)......نمازیوں کیلئے دو بیت الخلاء، ایک غسل خانہ اور تین استنجاء خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔

(۷)......بچوں کی تعلیم کیلئے ایک ہال بن چکا ہے۔

(۸)......حکومت کے تعاون سے ''بیمار پل'' کی مرمت ہوگئی ہے۔

(۹)......حکومت ہی کے تعاون سے پرائمری اسکول کی عمارت بھی تیار ہوگئی ہے۔

(۱۰)......گاؤں کے لوگوں کیلئے پانی کی ٹنکی بن گئی ہے، اور پائپوں کے ذریعے سب گھروں تک پانی پہنچانے کا انتظام ہو گیا ہے۔

جلی پور کو جانے والی سڑک، جو پہلے تنگ تھی اب کشادہ کردی گئی ہے۔ ''مسجدِ رفیع'' کا بورڈ بھی نظر آرہا ہے
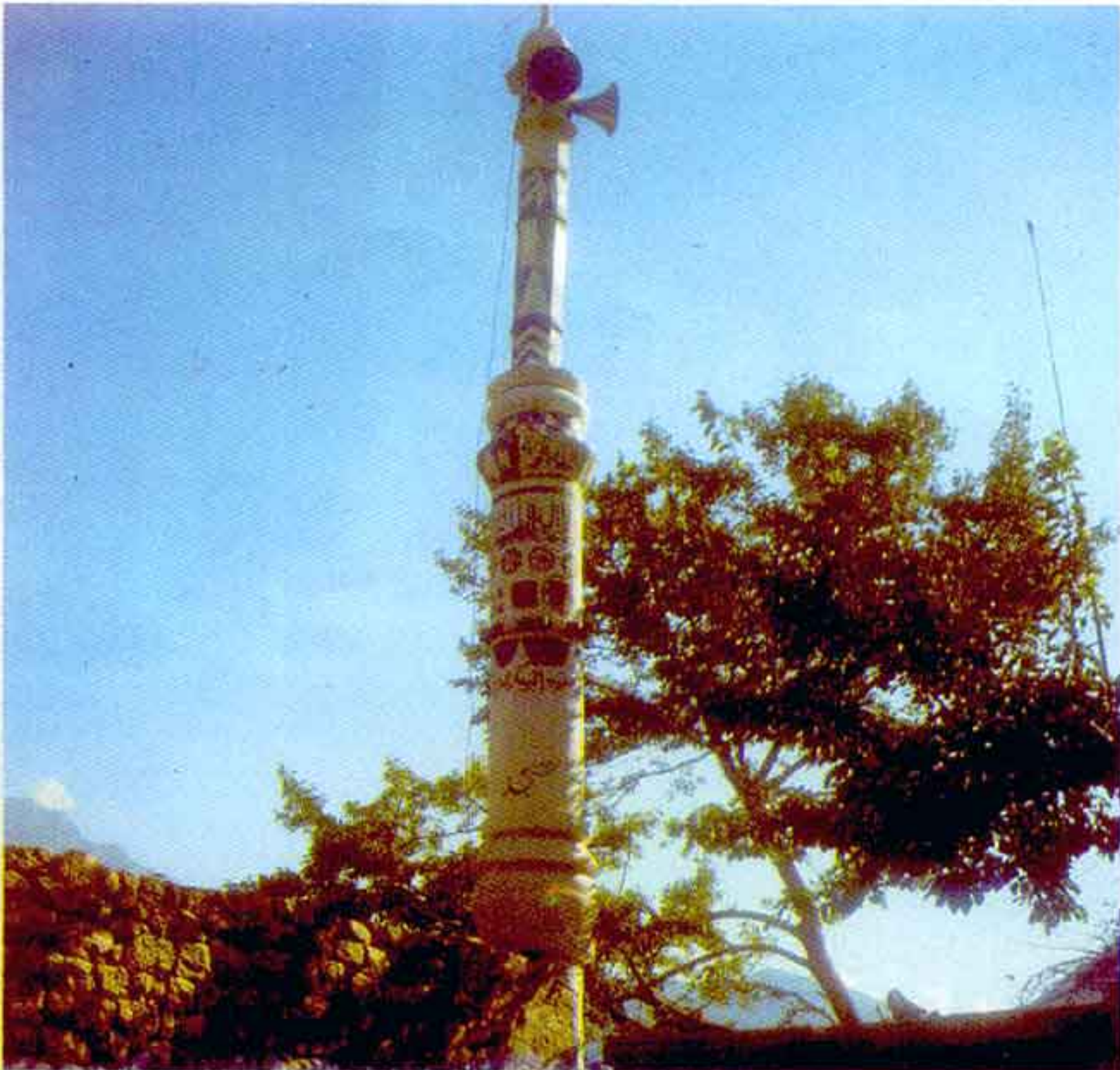
''بیمار پل'' اب اس کی مرمت ہوگئی ہے

(۱۱)......شاہراہ قراقرم سے جلی پور تک تقریباً ایک کلومیٹر لمبی سڑک ہے، جو پہلے تنگ تھی، اب کشادہ کردی گئی ہے۔

یہ ضروریات تو پوری ہوگئی ہیں، تاہم مندرجہ ذیل فوری ضروریات کا تاحال انتظام نہیں ہوسکا:

(۱) مسجد کی عمارت خستہ حال ہے، اس کی از سرِ نو تعمیر کی ضرورت ہے۔

(۲) ڈسپنسری کا بندوبست ابھی تک نہیں ہوسکا، جس کی وجہ سے لوگوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۳) گاؤں کے بچوں کی تعلیم کیلئے جو ہال تعمیر ہوچکا ہے، اس کے ساتھ برآمدے کی تعمیر فی الحال باقی ہے۔

(۴) اس مدرسے کی چاردیواری بنانے کی بھی ضرورت ہے۔

(۵) ہال میں مناسب فرش بچھانے اور چند تپائیوں کی ضرورت ہے۔

(۶) مدرسے کے طلبا کیلئے دو بیت الخلاء اور ایک غسل خانہ تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔

(۷) قاری صاحب کیلئے ماہانہ تنخواہ تقریباً پانچ ہزار روپے مقرر کرنی ضروری ہے۔

(۸) سڑک اگرچہ وسیع کردی گئی ہے، مگر وہ ابھی تک کچی ہے، اسے پختہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نیز سلائڈنگ وغیرہ سے تحفظ کیلئے سڑک کے دونوں طرف حسب ضرورت پکی دیوار بنانے کی ضرورت ہے۔

(۹) اس بستی کے سب لوگ مستحقینِ زکوٰۃ اور مفلوک الحال ہیں، ان کی مالی امداد کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔

جو حضرات اس دور افتادہ گاؤں کی ان ضروریات کیلئے تعاون کرنا چاہیں، وہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے درج ذیل نمبروں پر رابطہ فرماسکتے ہیں یا جامعہ کے استقبالیہ میں تشریف لاسکتے ہیں۔

فون نمبر: 021-5049774-6 فیکس نمبر: 021-5041923

ای میل ایڈریس: jamiadarulolumkhi@hotmail.com

☆☆☆

بشارت عظمیٰ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ جہاں فقیہ عصر، عالم اسرار شریعت، شیخ طریقت، زہد وورع کے عادی، علم وعمل کے داعی، عدل وانصاف کے قاضی، ماہر قانون ومعاشیات اور بے شمار طالبان سلوک کے لئے مرکز فیض رسانی اور اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کا مرجع ہیں؛ وہاں آپ درس بخاری شریف کے "کتاب المغازی" میں میدان حرب و ضرب کے مجاہد، شمشیر وسنان کے استاد نظر آتے ہیں آپ کا درس بخاری حوصلہ کو بلند کرتا، ہمت کو بڑھاتا، جذبۂ جہاد کو گرماتا ہے، آپ کی درس مغازی سن کر اور پڑھ کر دانائی اور بصیرت ترقی کرتی، دوراندیشی بڑھتی، حزم واحتیاط کی عادت پیدا ہوجاتی ہے، احقاق حق اور ابطال باطل کی قوت ترقی کرتی اور قوت فیصلہ بڑھ جاتی ہے۔

آیئے! ان علمی جواہر کو زیادہ سے زیادہ طلبہ علم حدیث تک پہنچانے کا اہتمام کریں۔

محمد زبیر خان

شہیدۃ الحجاب

یکم جولائی ۲۰۰۸ء کو جرمنی کی عدالت میں ۳۲ سالہ خاتون کو سرعام خنجر سے وار کر کے شہید کر دیا گیا، جب شہیدہ مروی شیر بینی اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر رہی تھی تو عدالت میں منصف بھی موجود تھا، سیکورٹی اہلکار اور میڈیا بھی، سب کے سامنے اس کو اسکارف پہننے کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔

اس موقع پر شہیدہ چار ماہ کی حاملہ تھی، اس کا تین سالہ بیٹا اپنی ماں کو خوفناک انداز میں قتل ہوتا دیکھ رہا تھا، شہیدہ کا خاوند علوی عکاظ مدد کیلئے لپکا تو سیکورٹی گارڈ کی گولی کا نشانہ بن گیا۔

عدالت کا کمرہ لمحوں میں بے گناہوں کے خون سے سرخ ہوگیا اور ایک پاک باز خاتون نے حجاب کی خاطر اپنی جان قربان کر کے مغرب کا بھیانک چہرہ بے نقاب کر دیا۔

اس سے اب خون کی لت بھی نہیں چھوڑی جاتی
تمغۂ امن بھی چاہے وہ ظالم گر رکھنا

اس داستان کا آغاز ۲۰۰۸ء میں ہوتا ہے، جب شہیدہ مروی شیر بینی اپنے کم سن بیٹے کو لے کر پارک میں نکلتی ہے، جہاں پر اس کے پڑوس میں رہنے والا ۲۸ سالہ ایگزل ڈبلیو اس کو حجاب پہننے پر طنز کا نشانہ بناتا ہے، جس پر وہ خاتون عدالت سے انصاف طلب کرنے پہنچ جاتی ہے، عدالت ایگزل کے رویے کو متشددانہ قرار دیتے ہوئے جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیتی ہے، جس کے بعد یہ واقعہ جرمنی کے اخبارات کی زینت بنتا ہے، جرمنی کا متشدد گروہ ایگزل کو اپنا ہیرو بنالیتا ہے اور فیصلے کے خلاف اپیل کرتا ہے، یکم جولائی کو عدالت کا کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوتا ہے، عدالت کے روسٹم پر مروی شیر بینی کو طلب کیا جاتا ہے، وہ ابھی اپنے بیان کا آغاز ہی کرتی ہے کہ متشدد قاتل ایگزل اس کی طرف لپکتا ہے، ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا وار پاک دامن کے جسم پر تیز دھاری دار خنجر سے پورے اٹھارہ وار کرتا ہے، پہلے ہی وار پر اس کا خاوند اپنی نیک بخت بیوی کو بچانے کیلئے دوڑ لگاتا ہے، موقع پر موجود سیکورٹی گارڈ جس کی ذمہ داری بنتی تھی کہ وہ مروی شیر بینی کی حفاظت کرے الٹا علوی عکاظ کو اپنی گولی

کا نشانہ بناتا ہے، جس سے وہ شدید زخمی ہو کر گر جاتا ہے، شہیدہ ممکنہ حد تک درندے سے اپنے بچاؤ کے لئے مزاحمت کرتی ہے، درندے کا ٹارگٹ شہیدہ کا اسکارف پہنا ہوا سر ہوتا ہے، شہیدہ چھ وار سہنے کے بعد اب صرف اپنے حجاب کو بچانے کے لیے جدوجہد کرتی ہے، ایسے میں قاتل اس کے جسم پر اٹھارواں وار کر کے اسے نڈھال کر دیتا ہے، جب تک قاتل کو روکنے کی کوشش کامیاب ہوتی ہے اس وقت تک مروی شیربینی اپنی منزل مراد ''شہادت'' پالیتی ہے، اس کا خاوند خون میں لت پت اور شہیدہ کا کم سن بیٹا باپ کو دیکھ کر زاروقطار رو رہا ہوتا ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں، مسلماں ہونا

واقعے کے بعد مغرب اور عرب دنیا کے مسلمانوں میں ایک بھونچال آجاتا ہے، مغربی میڈیا اس موقع پر پردہ ڈالنے کی ممکنہ حد تک کوشش کرتا ہے، پاکستانی میڈیا جو آج کل انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق کا علمبردار بنا ہوا ہے اس تک یہ خبر پہنچتی ہی نہیں ہے، اگر سوات میں کسی لڑکی کو کوڑے مارنے کی جعلی ویڈیو ہوتی تو یہ خبر عالمی میڈیا پر بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کی جاتی، اس پر تبصرے ہوتے مگر یہ ایک معصوم مسلمان عورت کا قتل تھا، جو دین اسلام سے تعلق رکھتی تھی، اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہتی تھی، وہ ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتی ہے جس پر پوری دنیا میں عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے، جس کے رہنما اپنی خودی کو بیچ کر امریکہ اور مغرب کی غلامی میں چلے گئے ہیں، جو حکومت تو اپنے ہم مذہبوں پر کرتے ہیں مگر زبان امریکہ اور مغرب کی بولتے ہیں، جو اس وقت کمزور نہ ہوتے ہوئے بھی مغلوب ہیں، جن کا بچہ بچہ جرم بے گناہی کی سزا بھگت رہا ہے، جس طرح شہیدہ کو قتل کیا گیا ہے اگر اس طرح ان کا کوئی پالتو جانور بھی قتل ہو جاتا تو یورپ کے اندر طوفان آجاتا، جرمنی کے حکمرانوں کے لیے اقتدار بچانا مشکل ہو جاتا، غفلت کے مرتکب سیکورٹی اہلکار جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتے، مگر یہ قتل ایک مسلمان کا قتل تھا جس نے اپنے عقیدے کی خاطر قربانی دی تھی، اس پر مغرب کی انسانی حقوق کی تنظیموں اور اداروں کی خاموشی دوہرے معیار کی آئینہ دار ہے۔

واقعے کے بعد جرمنی سمیت پورے یورپ اور عرب دنیا میں مظاہروں کا آغاز ہوتا ہے، ایسے ہی ایک مظاہرے میں خواتین نے ایک پلے کارڈ اٹھا رکھا تھا جس پر لکھا تھا کہ ''ہم وہ پہننے کے لیے آزاد ہیں جس کا حکم ہمیں ہمارا مذہب دیتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح تمہارا جو دل چاہتا ہے پہنتے ہو''۔

ایک اور پلے کارڈ پر لکھا تھا کہ ''ہمارے خون کا رنگ بھی سرخ ہے اور یہ تمہارے خون سے سستا نہیں''۔

۶ر جولائی کو شہیدہ مروئ شیربنی کی میت مصر کے قاہرہ ایئرپورٹ پر اترتی ہے، عوام کا سمندر شہیدۃ الحجاب کا استقبال کررہا ہوتا ہے، اس کے خاندان کا سر فخر سے بلند ہوتا ہے، شہیدہ کا خاوند جرمنی کے اسپتال میں ہوش وحواس سے بے گانہ اپنی نیک بخت بیوی کے جنازے کو آخری سہارا دینے سے قاصر ہوتا ہے، مصری عوام کی توجہ کا مرکز شہیدہ کا تین سالہ بیٹا بنا ہوتا ہے، شہیدہ مروئ شیربنی کو اس کے آبائی علاقے اسکندرہ میں سپرد خاک کیا جاتا ہے، اس موقع پر ہزاروں شرکاء بلند آواز سے اللہ کی وحدانیت کا اعلان کررہے ہوتے ہیں ان کی زبانوں پر ایک ہی نعرہ ہے کہ ''کوئی اور خدا نہیں ہے مگر وہ ایک طاقتور اور بزرگ و برتر خدا ہے اور جرمن خدا کے دشمن ہیں''۔

(بشکریہ تعمیر حیات، لکھنؤ)

❁❁❁❁

مسلمانوں کو حقیر سمجھنا

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے شر کیلئے یہ کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اُس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اسکی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اسکے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا، مثلاً اس کا عیب کھولنا، اس کی غیبت کرنا وغیرہ)۔ (مسلم - حیوٰۃ المسلمین)

محمد راشد

اے زائرحرم......

حج سے متعلق حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں، حق تعالیٰ ان پرعمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔(مرتب)

(۱)......ارشاد فرمایا لوگ حرم شریف سے بہت سے تحفے لے جاتے ہیں۔کھجور، زمزم، مصلّے، نہ معلوم کیا کیا۔لیکن یہاں کا حقیقی تحفہ دین اور دینی فکر ہے۔اللہ تعالیٰ سے تعلق وقرب کا حصول ہے۔کس قدر دین سیکھا، کتنا یقین بنایا۔اصل میں یہ چیزیں احباب کی خدمت میں لے جاکر پیش کرنی چاہئیں۔ (تحفہ الحرم ص۳)

(۲)......احرام میں تلبیہ کی کثرت کرنی چاہئے۔اس سے بہت لوگ غافل ہیں۔کسی سے ملاقات ہوتو تلبیہ پڑھنا چاہئے۔کسی کو رخصت کرتے وقت تلبیہ پڑھنا چاہئے۔سواری پر چڑھتے وقت اُترتے وقت اسی طرح بلندی پر چڑھتے وقت، پستی میں اُترتے وقت تلبیہ پڑھنا چاہئے۔

فرض اور نفل نمازوں کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہئے۔ایام تشریق میں پہلے تکبیر کہے پھر تلبیہ، ویسے چلتے پھرتے تلبیہ کی کثرت رکھے۔ہلکی آواز سے کہے۔یہ جو طریقہ ہے آواز میں آواز ملاکر اجتماعی کہنے کا، یہ صحیح نہیں ہے۔اسلام میں ہر وقت کی ادعیہ واذکار منقول ہیں لیکن احرام میں ہر حال میں اور ہر تغیر کے وقت تلبیہ کا اہتمام ہونا چاہئے۔یہ عاشقانہ لباس ہے۔جب صورت عاشقوں کی ہے تو کام بھی عاشقوں کا کرے۔ہر وقت یہی رٹ لگاتا پھرے کہ حاضر ہوں۔مولا خدمت کیلئے حاضر ہوں۔دسویں تاریخ کی رمی تک حج کے احرام کا تلبیہ جاری رکھنا چاہئے۔(تحفہ الحرم ص۶)

(۳)......فرمایا حرم شریف میں قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیجئے۔اسی طرح ذکر اللہ کا اہتمام ہونا چاہئے۔یہاں حرم مکہ میں کلمہ طیبہ کی کثرت رکھئے۔نماز باجماعت حرم شریف میں ادا کرنے کی فکر کیجئے۔یہاں ایک نماز کا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔طواف کی کثرت رکھئے۔جس قدر ہوسکے طواف کرتے رہئے ایک دفعہ حرم شریف میں بیٹھ کر آپس میں مذاکرہ ہورہا تھا کہ کس نے آج کتنے طواف کئے۔ہم میں سے ایک صاحب نے بتایا کہ انہوں نے ۲۹ طواف کئے۔ہم لوگوں کو بہت مسرت

ہوئی۔ ہم نے کہا آج تو آپ ہم سب میں اوّل نمبر رہے۔ ایک اور صاحب پڑوس میں ہماری گفتگو سن رہے تھے انہوں نے فرمایا آپ لوگوں کے طواف کی تعداد سے ماشاء اللہ خوشی ہوئی۔ لیکن کسی کو اپنے کثرت طواف پر عُجب نہ ہو۔ اس لئے بتلاتا ہوں۔ کہ مجھے الحمدللہ آج دن بھر میں ۵۲ طوافوں کی توفیق ملی۔ اس وقت اُن کی عمر ۵۵ تا ۵۶ برس کی رہی ہوگی۔ لہٰذا اوقات کی حفاظت کریں۔ ملاقاتوں میں، بازاروں میں، خریداری میں فضول باتوں میں اوقات ضائع نہ کریں۔ ٹھیک ہے ساتھیوں اور اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا بھی ثواب ہے وہ بھی کرلیں۔ لیکن اس میں وقت زیادہ صرف نہ کریں۔ (تحفہ الحرم ص ۸)

(۴)......فرمایا دیکھو بھئی یہ جگہ حرمین شریفین امتحان کی جگہ ہے۔ اچھے اچھے پابند لوگ جن کی کبھی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہیں ہوتی تھی۔ صف اوّل بھی چھوٹتی نہیں تھی۔ یہاں مسجد حرام پہنچنے پر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں اللہ کے بندے ان سے پہلے پہنچ چکے ہیں۔ اب ان میں سے کسی کو دسویں، کسی کو بیسویں، کسی کو پچاسویں صف میں جگہ مل رہی ہے۔ یہاں آکر پتہ چلتا ہے کہ ہم سے بڑے بڑے عاشق موجود ہیں۔ جو ہم سے بہت پہلے پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا یہاں صف اوّل کو پانے کیلئے پرانی فکر کافی نہیں، مزید فکر کرنی پڑے گی، خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ ان عاشقوں کو دیکھ کر اپنے عشق کی کمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ بہرحال ان کو دیکھ کے سبق حاصل کرو اور ان عاشقوں کے طفیل سے دعائیں مانگ لو۔ کون بندہ اللہ کا کس قدر مقرب ہے اور اس کا کیا مقام ہے۔ کیا معلوم۔ اس لئے یوں کہا کرو کہ اے اللہ تیرے ان عاشقوں کے طفیل ہمارے اور ہمارے متعلقین کے جملہ مقاصد حسنہ کی تکمیل فرما۔ (تحفہ الحرم ص ۱۰)

(۵)......فرمایا حج مبرور وہ حج ہوتا ہے جس میں گناہوں سے حفاظت ہو۔ اس لئے حدیث میں فرمایا گیا من حج البیت فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ أمہ۔ اس میں گناہ اور جھگڑوں سے بچنے والے کیلئے حج مبرور کی بشارت ہے اور جس کا حج مبرور ہوتا ہے وہ شخص اتنا ہی اور مقبول ہوتا ہے کہ اس کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ گویا مستجاب الدعوات بنادیا جاتا ہے۔ یہ حد ہے کہ اس سے اپنے لئے دعا کرانے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن اتنا بڑا مقام جو مل سکتا تھا۔ گناہوں سے ختم ہوجاتا ہے۔ اس لئے حج اپنا اگر مقبول و مبرور بنانا چاہتے ہیں تو ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہنا چاہئے۔ (تحفہ الحرم ص ۱۲)

(۶)......فرمایا دیکھو بھئی رمی کے وقت جلد بازی مت کرو۔ ہر شخص جلد فارغ ہونے کے چکر میں رہتا ہے۔ اس میں بہت نقصان ہوتا ہے۔ خصوصاً مستورات ساتھ میں ہوں تو مزید احتیاط کی

ضرورت ہے۔ سب ساتھی مل کر جاویں۔ راستہ میں بھیڑ زیادہ ہو تو توقف کرلیں۔ ریلا آرہا ہو تو ایک طرف ہو جاویں۔ بہت وقت رہتا ہے۔ بھیڑ کی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ غروب کے بعد بھی کرسکتے ہیں اس لئے جلدی کے مارے اپنے کو خطرے میں نہ ڈالیں۔ سوچ سمجھ کر احتیاط سے رمی کریں۔ (تحفہ الحرم ص ۱۷)

(۷)......فرمایا بعض چیزیں خوشبو کی ہوتی ہیں ان کا استعمال بھی احرام میں درست نہیں ہے۔ جس طرح خالص خوشبو عطر وغیرہ کا استعمال حرام ہے۔ وہ چیزیں خواہ برتنے کی ہوں یا کھانے پینے کی، خوشبو کا معیار یہ ہے کہ عقل سلیم اس کو خوشبو سمجھتی ہو۔ اس سے بچنا چاہئے، ورنہ بہت خسارہ ہوگا۔ بہت سے لوگ کافور کو، زیتون کو خوشبو نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ بھی خوشبو ہے۔ بعض لوگ حجر اسود پر خوشبو مل دیتے ہیں۔ بعض لوگ احرام میں ہوتے ہیں۔ وہ خوشبو اگر ان کو لگ جائے تو دم واجب ہو جاتا ہے۔ مسائل سیکھنے کی ضرورت ہے۔ (حوالا بالا ص ۱۷)

(۸)......فرمایا دَم دراصل سزا ہے اس بات کی کہ دین کا کام کرتے ہو مگر طریقہ نہیں سیکھتے۔ اتنا اہم عمل ہے اور سیکھے بغیر شروع کردیا۔ اب خلافِ حکم کیا ہے تو ناواقفی کا جرمانہ ادا کرو اور دَم لازم ہوتا ہے ترک واجب سے۔ ایک صاحب نے واجبات حج زبانی یاد کرلئے تھے۔ اتفاق سے وہ اپنے گروہ سے چھوٹ گئے۔ پانچ دن کے بعد جب ملے تو معلوم ہوا کہ واجبات یاد رہنے کی وجہ سے کوئی ایسی غلطی نہیں کی جس سے دم واجب ہو۔ یہ فائدہ ہوتا ہے سیکھنے کا، آج لوگوں میں مسائل کی اہمیت نہیں رہی۔ (حوالا بالا ص ۱۸)

(۹)...... فرمایا احرام میں عورتوں کیلئے صرف ایک مجاہدہ ہے وہ یہ کہ چہرہ نہ ڈھانکیں مگر بے پردگی بھی نہ کریں۔ اس کے علاوہ لباس معمول کا پہن سکتی ہیں۔ مگر یہ مجاہدہ بہت اہم ہے۔ اس کا اہتمام بہت ضروری ہے کہ بے پردگی نہ ہونے پائے۔ اپنے آپ کو حتی المقدور مردوں سے علیحدہ رکھیں۔ (حوالہ بالا ص ۱۸)

(۱۰)......فرمایا حطیم میں داخل ہونے، ملتزم سے چمٹنے، حجر اسود کا بوسہ لینے وغیرہ میں خواہش و جذبات پر حکم کو مقدم رکھو۔ حکم یہ ہے کہ یہ سب اعمال فضیلت ہیں مگر کسی کو ایذاء پہنچانا حرام ہے۔ حرام سے بچنے کی فکر کریں۔ خواہ اس کیلئے یہ فضیلتیں چھوٹ جائیں۔ مستحبات سے کسی کو ضرر پہنچ رہا ہو تو وہ ممنوعات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ (حوالہ بالا ص ۱۹)

(۱۱)......فرمایا منیٰ میں، عرفات میں، مزدلفہ میں دعاؤں کا خوب اہتمام کرو۔ خوب دعائیں مانگو۔ رو رو کر مانگو۔ رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنالو۔ بچوں سے مانگنا سیکھو۔ کس طرح بار بار مانگتے ہیں۔ آخر پانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ سائل اور بھکاریوں سے سیکھو۔ کس طرح گڑ گڑاتے ہیں اور کیسی حالت بنا کے مانگتے ہیں۔ ان کو مانگنا آ گیا ہے۔ اسی پر مطمئن ہیں بعض اکابر کے حالات میں ہے کہ عرفات میں زوال سے غروب تک مسلسل دعائیں کرتے رہے۔ بہت قیمتی وقت ہے۔ اسے ضائع نہ کرو۔ (حوالہ بالاص ۲۰)

(۱۲)......فرمایا حرم شریف کے قیام کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اور اس سے خوب استفادہ کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایک اہم عمل نماز تہجد کا ہے۔ اس کی بھی پابندی کا اہتمام کریں۔ کوشش کرنے سے ہر کام آسان ہوجاتا ہے۔ تھوڑی توجہ اور اہتمام سے کام لیں۔ انشاء اللہ یہ نعمت بھی مل جائے گی۔ (حوالہ بالاص ۲۲)

(۱۳)......فرمایا حرم شریف میں خصوصیت کے ساتھ لغو کاموں اور لغو باتوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ بھائی یہاں کے اوقات بڑے قیمتی ہیں۔ بڑے قدر و منزلت کے ہیں۔ جہاں تک ہوسکے یہاں کے اوقات کو مشغول رکھا جائے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے یہاں ایک ہی پرہیز ہوتا تھا سب کیلئے کہ خوب کھاؤ، خوب سوؤ، مگر باتیں نہ کرو۔ جن لوگوں کو حرم شریف میں حاضری کا موقع ملا ہے ان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اُس نے اپنے دربار میں حاضری کے اسباب پیدا کردیئے۔ جتنے دن بھی یہاں رہنے کا موقع مل جائے اس کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ یہاں کی برکات زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی فکر و کوشش کرنی چاہیئے، طبعی تقاضے اور ضروریات تو ہر ایک کے ساتھ ہیں۔ اس سے تو بھائی کسی کو روکا نہیں جاسکتا ہے ان کیلئے تو آدمی جاتا ہی ہے۔ پس بازار سے بقدر ضرورت تعلق رکھے۔ حدیث شریف میں آتا ہے ''اللہ کے یہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہ بازار ہے''۔ (فیض الحرم ص ۱۵)

(۱۴)......ارشاد فرمایا کہ آجکل غفلت، خودرائی اور خودغرض کا مرض عام ہے۔ ہر شخص اپنی غرض اور اپنی مصلحت کی خاطر کام کرتا ہے کسی طرح ہمارا کام ہوجائے۔ دوسروں کی راحت و آرام جو کہ مومن کی شان ہے کہ اپنے آرام کو دوسرے کی راحت کے واسطے قربان کرنا، ایثار کرنا اس میں کمی آ گئی ہے۔ اور آپس میں جو نزاع اور جھگڑے ہوتے ہیں وہ انہیں وجھوں سے ہوتے ہیں۔ بالخصوص

حج کے موقع پر کہ چند آدمیوں کے رہنے کیلئے ایک کمرہ ملا ہوا ہے اور اس میں پنکھا ایک ہی ہے تو اب ہر شخص چاہتا ہے کہ ہم پنکھے کے نیچے لیٹیں، ہوا میں رہیں۔ اسی میں بعض مرتبہ ایک ہی جگہ پر کئی کئی بسترے ڈال دیئے جاتے ہیں حالانکہ اس کا بھی طریقہ ہے کہ باری بنالیں اور ہر ایک کو باری باری نفع اُٹھانے کا موقع مل جائے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ اُتر دکھن لیٹ جائیں کہ سب کے سر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوجائیں تو سب لوگ ایک ساتھ استفادہ کرسکتے ہیں تو بات وہی ہے خودغرضی اور خودرائی کی، اس کی اصلاح کی فکر چاہئے۔ (مجالس محی السنۃ ص ۱۲۵)

(۱۵)......فرمایا کسی عمل کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے کہ اس کے کرنے والے سے ملو اور دعا کراؤ تم حافظ سے ملو، عالم سے ملو، روزہ دار سے ملو اور ان سب سے دعا کی درخواست کرو۔ وہ مستجاب الدعوات ہے۔ اُس کی دعا قبول ہوگی یہ حکم کسی کیلئے نہیں ہے۔ صرف حج کرنے والے حاجی کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب وہ حج کرکے آئے تو حکم ہے کہ اس کے گھر آنے سے پہلے پہلے اس سے ملاقات کرو تو دعا کی گذارش کرو۔ (حج کے اہم حقوق ص ۱۷)

(۱۶)......فرمایا ولی اللہ بننے اور اللہ کے قرب خاص کے تین راستے ہیں۔ ایک طویل کہ انسان فرائض وواجبات کی پابندی کرے، طاعات کا اہتمام کرے۔ سنن ومستحبات پر عمل کرتا رہے۔ گناہوں سے بچتا رہے۔ اس کیلئے مجاہدات کرتا رہے۔ ایک اس سے مختصر راستہ ہے۔ وہ رمضان شریف کے تیس روزے ہیں کوئی شخص قاعدہ سے ان کو رکھ لے ولی بن جائے گا۔ رمضان کے تیس روزے متقی بننے کی تیس گولیاں ہیں۔ اور ایک اس سے بھی مختصر راستہ ہے۔ وہ حج ہے۔ اس میں پیسہ بھی زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ جان بھی خطرہ میں ہوتی ہے۔ تو اس میں مجاہدہ دونوں قسم کا ہے۔ مالی بھی ہے بدنی بھی ہے اور وہ بھی قوی مجاہدہ ہے۔ نفع بھی زیادہ ہے اس لئے یہ ولایت کا مختصر راستہ ہے۔ (حوالہ بالا ص ۱۸)

(۱۷)......فرمایا جو حج کیا ہے اپنی طرف سے اس کا اخفاء ہونا چاہئے۔ اظہار نہ ہو۔ جس طرح حج سے پہلے اور حج میں اخلاص کی ضرورت ہے اسی طرح حج کے بعد بھی اخلاص چاہئے۔ یہ نہیں کہ ہم کو اللہ نے یہ نعمت دی۔ تو اب ہماری طرف سے یہ معاملہ ہوا کہ ہم ایسے تذکرے کریں۔ ایسے معاملات کریں۔ جس سے لوگوں کے علم میں آئے کہ ہم حاجی ہیں۔ جن کو ہمارے حج کا علم نہیں ان کو بھی اس کا علم ہوجائے۔ اس طرح کے معاملات اور تذکرے سے احتیاط کرنا چاہئے۔ (حج کے اہم حقوق ص ۲۰)

(۱۸)......فرمایا حج کے سفر میں مزاج کے خلاف حالات پیش آتے ہیں۔ یہاں سے جا کر ان حالات وتکالیف کو بیان کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسا نہ کرے دیکھو دنیاوی سفر جو ہم کرتے ہیں۔ وہاں کیا ہمیں راحت ہی ملتی ہے۔ کسی طرح کی مشقتیں پیش نہیں آتیں۔ یہاں تو پھر بھی اتنی راحتیں و سہولتیں ہیں کہ ہر شخص ان کو جانتا ہے پھر یہ کہ وہ ہر روز بڑھتی جارہی ہیں یہ ہماری بے نظمی ہے جس سے ناگوار حالات پیدا ہوجاتے ہیں۔ اتنی آسانی وسہولتیں مہیا کی گئیں ہیں ہم کو اس کی قدر کرنا چاہئے۔ صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے۔ (حوالہ بالا ص۵۰)

(۱۹)......فرمایا حجاج کرام کے استقبال کیلئے عورتیں بھی پہنچ جاتی ہیں، ایسانہیں کرنا چاہئے۔ بعض مرتبہ لوگ گلے میں ہار ڈالنے لگتے ہیں۔ عجیب بات ہے۔ حاجی تو یہاں سے جیت کر آیا ہے۔ اُس کو ولایت ملی۔ اُس کا ہار سے کیا تعلق؟ (حوالہ بالا ص ۶۸)

(۲۰)......فرمایا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ حاجی صاحب سے مصافحہ کرنے کیلئے لوگ ایک دم ٹوٹ پڑتے ہیں۔ جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ ایذاء سے بچانے کیلئے اس پر نکیر یعنی روک ٹوک کرنی چاہئے۔ (حوالہ بالا ص ۶۹)

(۲۱)......حجاج کرام کو جن باتوں کا اہتمام چاہئے ان میں خصوصیت سے یہ چیز بھی ہے کہ حرام مال کھانے سے بچنے کا اہتمام بہت زیادہ رکھے۔ یہاں سے جانے کے بعد بہت سے لوگ ان کی دعوت کرتے ہیں۔ اب یہ کہ کس کی دعوت کھائے کس کی نہ کھائے اس کا بھی علم ہونا چاہئے۔ اگر معلوم ہو کہ گندہ مال یعنی حرام زیادہ ہے تو پھر پوچھنا ضروری ہے۔ وہ کہہ دے کہ حلال مال سے دعوت کر رہا ہوں تو بھی گنجائش ہے ورنہ تو پھر نہ کھائے۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ ان کے بال بکھرے ہوں گے۔ ان پر گرد وغبار پڑی ہوگی۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے یارب یارب کہہ کر دعائیں مانگیں گے مگر ان کی دعا قبول نہ ہوگی۔ اس لئے کھانے پینے میں احتیاط رکھئے۔ (حوالہ بالا ص ۸۳)

☆☆☆

قارئین ''البلاغ'' کیلئے ضروری اعلان

ماہنامہ ''البلاغ'' کے اکثر قارئین کی مدت خریداری ماہ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ پر ختم ہورہی ہے اُن سے درخواست ہے کہ آئندہ سال محرم ۱۴۳۱ھ تا ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ کا سالانہ زرِتعاون مبلغ (-/۳۰۰) تین سو روپیہ جلد از جلد روانہ فرمائیں تا کہ منی آرڈر تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ سے جو دفتری مشکلات پیش آتی ہیں ان کا سدباب ہوسکے۔

☆......قارئین بینک ڈرافٹ کے ذریعہ بھی ادائیگی کرسکتے ہیں۔ بینک ڈرافٹ روانہ کرنے کی صورت میں ماہنامہ ''البلاغ'' کے ساتھ میزان بینک لمیٹڈ کورنگی انڈسٹریل ایریا برانچ اکاؤنٹ نمبر 0109-036-153 ضرور تحریر فرمائیں۔

☆......ایسے حضرات جو ماہنامہ ''البلاغ'' کی خریداری آئندہ جاری رکھنا نہیں چاہتے اُن سے بھی درخواست ہے کہ اپنے خریداری نمبر کے حوالے کے ساتھ دفتر ''البلاغ'' کو جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

☆......سالانہ زرِتعاون نہ ملنے اور ماہنامہ ''البلاغ'' آئندہ جاری رکھنے کے بارے میں کوئی اطلاع موصول نہ ہونے کی صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ آپ سالانہ زرِتعاون بذریعہ وی۔ پی ادا کرنا چاہتے ہیں۔ایسی صورت میں قارئین کو محرم ۱۴۳۰ھ کا شمارہ وی۔ پی (V-P) کے ذریعہ روانہ کیا جائے گا۔جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

☆......غیر ملکی ممبران سے بھی درخواست ہے کہ وہ ادارے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے خریداری کی مدت ختم ہوتے ہی پہلے صفحہ پر شائع شدہ سالانہ زرِتعاون کی شرح کے مطابق زرِسالانہ روانہ فرمائیں۔

☆......منی آرڈر ر بینک ڈرافٹ روانہ کرتے وقت نیز ادارے سے کسی بھی قسم کی خط وکتابت کی صورت میں اپنا ''خریداری'' نمبر لکھنا نہ بھولئے۔

☆......زرِتعاون براہِ راست بینک میں جمع کرانے پر دفتر البلاغ کو ضرور مطلع فرمائیں۔شکریہ

ناظم ماہنامہ ''البلاغ''

جامعہ دارالعلوم کراچی

کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی پوسٹ کوڈ 75180

پروفیسر طارق صدیقی

قادیانی اقلیت نہیں ہیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک طے شدہ اور آئینی طور پر مسلمہ ومتفقہ موضوع پر خاص منصوبہ بندی کے تحت بحث چھیڑ دی گئی ہے یعنی ''قادیانی، مرزائی، احمدی (ربوہ یعنی چناب نگر والے ہوں یا لاہوری گروپ) مملکت خداداد میں ''مذہبی اقلیت'' ہیں۔ سبز ہلالی پرچم کے سفید حصے میں ان کا بھی حق ہے اور انہیں بھی اپنے حقوق کی پاسداری ملنی چاہئے ......'' میں بچپن سے لے کر آج تک سنتا آیا ہوں کہ قادیانی ''مذہبی اقلیت'' نہیں ہیں۔ یہ درحقیقت مرتد، زندیق اور تحریفی تحریک میں شامل فسادی ٹولہ ہیں۔ قادیانیت کوئی مسلک نہیں۔ کوئی مکتب فکر نہیں۔ کوئی فرقہ نہیں۔ یہ فتنہ ہیں۔ جسے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کیلئے انگریزوں نے بھارت کے پنجاب میں ''قادیان'' کی سرزمین سے ابھارا اور پاکستان کے شہر ''ربوہ'' (موجودہ نام چناب نگر) میں انہوں نے اپنا فسادی اڈا قائم کر رکھا ہے۔ دنیا بھر کی لادینی قوتیں، ان کے زرخرید غلام اور لبرل ازم اور روشن خیالی کی ابجد سے بھی ناواقف ''کچھ لوگ اپنی دنیوی مصلحتوں کی خاطر'' اس فتنے کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر، اسلامی نام رکھ کر اور اسلامی بھائی بندوں کو اپنی چالبازیوں میں پھنسا کر قادیانی یہ باور کرانے پر تلے ہوئے ہیں کہ وہ نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ صرف اور صرف وہی مسلمان ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی (نعوذ باللہ) خود کو نبی کہتا تھا، اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی کو واجب الاتباع قرار دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کو اللہ کا نبی ماننا ہی مدار نجات ہے پھر ڈھٹائی کے ساتھ یہ بھی کہتا تھا کہ صرف اسی کے پیروکار مسلمان ہیں اور غیر احمدی کافر ہیں۔ رسالہ کلمۃ الفضل کے صفحہ نمبر ۱۱۰ پر وہ لکھتا ہے:

> ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہو مگر عیسیٰ کو نہ مانتا ہو یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد (ﷺ) کو نہیں مانتا یا محمد (ﷺ) کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر ہے بلکہ پکا کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔''

میں نے خود قادیانیوں کا لٹریچر پڑھا ہے اور ان کو قریب سے دیکھا ہے یہ پرلے درجے کے منافق ہیں بلکہ زندیق اور مرتد ہیں۔ انہیں مذہبی اقلیت قرار دینا سخت مغالطہ ہے۔ صریح دھوکہ ہے۔ انہوں نے درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور قرآن پاک کی اتمام حجت پر حملہ کیا ہے۔ میں حیران

ہوں ان لوگوں پر جو قادیانیوں کو مذہبی فرقہ یا مسلک قرار دے رہے ہیں۔ احوال واقعی یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو علامہ اقبال نے فریب خوردہ شاہین قرار دیا ہے جو کرگسوں میں پل رہا ہے اور عقابی اڑان اس لئے بھول گیا ہے کہ وہ گدھ جاتی کے بچے کھچے ٹکڑوں پر گزارا کر رہا ہے۔ بال جبریل میں اقبال کہتے ہیں کہ:

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں!
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ رسم شاہ بازی

قادیانی مذہبی اقلیت نہیں ہیں کیونکہ:

☆......مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی پشت پناہی سے ایک نیا نبی گھڑا، قرآن مجید میں تحریف کی اور تذکرہ کے نام سے جدا کتاب کو وہی حیثیت دی جو تورات، زبور، انجیل اور قرآن پاک کی ہے۔ یہ الہامی یا غیر الہامی کسی مذہب کے زمرے میں نہیں بلکہ ارتداد اور زندیقیت کے زمرے میں آتے ہیں۔

☆......قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننے والوں کو نہ صرف کافر قرار دیا ہے بلکہ ان کے نسب پر بھی حملہ کیا ہے اپنی تقاریر اور تحریروں میں قادیانی ہر اس شخص کو صحیح النسب قرار نہیں دیتے جو مرزا کو نبی نہ مانے۔ میں نے دانستہ طور پر وہ اصطلاح استعمال نہیں کی جو مرزائی ہمارے لئے استعمال کرتے ہیں۔

قادیانیوں نے ایک متفق علیہ اجماعی حکم کو جو قرآن اور حدیث کا برحق اعلان ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت، اس پر غاصبانہ حملہ کیا۔ اس جرم کی بنا پر اللہ پاک ہر اس شخص کو نشان عبرت بناتا ہے جو اس کے محبوب ترین پیغمبر ﷺ کی نبوت پر شب خون مارتا ہے۔ ان حالات میں قادیانیوں کو اقلیت، مذہبی فرقہ یا مسلک اور مکتب فکر کی نفیری بجانے والے اپنے انجام کی خیر منائیں۔ قادیانیت ایک زہر ہے جس کا تریاق صرف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ناموس رسالت کی حفاظت کر کے انہیں مسلمانوں سے علیحدہ ایک باغی فرقہ سمجھا جائے۔

میں تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھتا جا رہا ہوں کہ مسلیمہ کذاب تا مرزا مسرور احمد قادیانی جتنے جھوٹے نبی آئے ان کی سرکوبی کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر آج تک بے اندازہ غلامان نبی ﷺ پیدا فرمائے۔ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ تک اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ تک، ختم نبوت کی تحریک کے بے باک سپہ سالار حضرت علامہ شاہ احمد نورانیؒ یا حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید یا پھر مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ...... ان اکابرین کے علاوہ ان گنت سرفروشان ختم نبوت جو قادیانی فتنے کے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں۔ آخر کوئی بات تو ایسی ہے جو ان عظیم ہستیوں کو بے چین رکھتی ہے کہ ''قادیانی فساد'' اور ''قادیانی زندیق'' اسلام کو تباہ نہ کرنے پائیں۔ سلام ہے ان پروانوں پر جنہوں نے شمع رسالت کی حفاظت کیلئے جام شہادت نوش کیا۔ مرزائی فتنہ دو شخصیات کا جانی دشمن ہے ایک ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور دوسرے ڈاکٹر عبدالقدیر خان۔ آپ اس دشمنی کے اسباب بخوبی جانتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کے ایمان کا لازمی جزو ہے جو کوئی اس پر حملہ آور ہو گا گیا گزرا مسلمان بھی اسے معاف نہ کرے گا۔ قادیانی ایک ایسی جھوٹی نبوت کے ماننے والے ہیں۔ جسے علامہ اقبال نے ''برگ حشیش'' قرار دیا ہے۔ دولت، شراب، حسین و جمیل کافر ماجرائیں اور نام و نمود کی لالچ اسی ''برگ حشیش'' کا نشہ ہیں۔ آیئے غور کریں قادیانی کاذب کی نبوت کے بارے میں علامہ اقبال کیا کہتے ہیں۔

میں نہ عارف، نہ مجدد، نہ محدث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالم اسلام پر رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پر ضمیر فلک نیلی فام
عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہ تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تحریر ''فتنہ قادیانیت کو پہچانئے'' میرے سامنے ہے اور میں اقبال کے ان اشعار کو اس تحریر میں گھلتا ملتا محسوس کرتا ہوں آپ بھی پڑھئے۔ لیکن قادیانی / مرزائی کہتے ہیں کہ ''خاتم النبیین'' کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں نہ یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آئندہ حضور اکرم ﷺ کی مہر سے نبی بنا کریں گے یعنی ٹھپا لگتا ہے اور نبی بنتا ہے۔

میں مشاہدہ کرتا ہوں کہ جتنے قادیانی ہیں سب نور انسانی سے محروم اور کشش انسانی سے لاتعلق ہیں ان کے وجود سے ایک غلیظ بدبو آتی رہتی ہے...... ایک قادیانی کنبہ نے میرے گھر کھانا بھجوایا۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اس غذا میں سے اللہ پاک کے حکم سے ناقابل برداشت بدبو آرہی تھی...... کیوں نہ آئے...... زندیق اور فساد کا کھیل کھیلنے والوں نے ہمارے پیارے رسول ﷺ کی نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ اس کے بدلے انہیں دنیا ہی میں رسوائی مل رہی ہے۔ یاد رکھئے گا قادیانی فتنہ ایک ناسور ہے۔ یہ گروہ منافقین ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے، ان کو مرتد بنانے، مسلمانوں کو دینی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی نیز اخروی نعمتوں سے تہی دست کرنے کے درپے ہے۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے قادیانی اربوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں ان سے بچنے کی تدبیریں کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سب سے آسان راستہ یہ ہے کہ مسلمان ایسے اکابرین کے ساتھ جڑیں جو ختم نبوت کی تحریک میں شامل ہیں۔ یا ورنہ کم از کم ہم اس کا اعادہ کرتے رہیں کہ جو شخص بھی سرکار دو عالم ﷺ کی نبوت کی تکمیل کا منکر ہے دین اسلام سے خارج ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقریر سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے اس دعا کے ساتھ کہ اے اللہ فتنہ قادیانیت کا عبرت ناک خاتمہ فرما دیجئے۔ آمین۔

ایک جلسے کے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”دیکھو! میں اپنی عمر کے آخری پیٹے میں ہوں۔ بوڑھا ہو گیا ہوں شاید جدائی کا وقت قریب ہو...... میں آپ دوستوں سے ایک ہی درخواست کرنا چاہتا ہوں شاید آپ اس پر عمل کر کے میری قبر ٹھنڈی کریں...... سرکاری حکام اور ارباب حل وعقد کو میری وصیت ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے وفادار بن کر رہیں اور کسی عہدے کے لالچ یا دنیا کی عارضی عزت کے بدلے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے بے وفائی کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت کی مدد یا حوصلہ افزائی نہ کریں ورنہ ان کا حشر وہی ہوگا جو ان سے پہلے ان حکام کا ہو چکا ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا عہد توڑا اور دشمنان عقیدۂ ختم نبوت کے ہاتھ مضبوط کئے۔ عام لوگوں سے میری درخواست ہے کہ ایک ایسا وقت آ سکتا ہے جب عقیدۂ ختم نبوت کا نام لینا جرم بن جائے گا اللہ کرے ایسا نہ ہو لیکن اگر حالات تمہیں ایسے موڑ پر لا کر کھڑا کر دیں تو جان دے دینا مگر باوفا نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے دنیا کی عارضی تکلیف پر بے وفائی نہ کرنا اور اپنے عقیدے پر جمے رہنا۔ یہاں تک کہ موت تمہیں دنیا کی ان عارضی چیزوں سے بچا کر اللہ کریم کی دائمی نعمتوں والی جنت میں داخل کر دے“۔

(بشکریہ روزنامہ ”امت“ کراچی)

☆☆☆

محمد حسان اشرف عثمانی

آپ کا سوال

قارئین سے درخواست ہے کہ صرف ایسے علمی، ادبی اور معاشرتی سوالات ارسال کئے جائیں جو عام دلچسپی رکھتے ہوں اور جن کا ہماری زندگی سے تعلق ہو، مشہور اور اختلافی مسائل سے پرہیز کیجئے۔ (ادارہ)

سوال:۔ ۸؍ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد احرام کی دو رکعت نماز پڑھیں یا طواف کر کے طواف کی دو رکعت نماز پہلے پڑھیں؟

جواب:۔ احرام کی دو رکعتیں احرام باندھنے سے پہلے پڑھنا سنت ہے اس کے بغیر احرام باندھنا مکروہ ہے، تاہم احرام ہو جائے گا اور اگر مکروہ وقت ہو یا عورت ایام سے ہو تو کراہت نہیں۔ اور طواف کی دو رکعتیں طواف سے فارغ ہونے کے بعد پڑھنا واجب ہے، یہ دو رکعتیں ہر طواف کے بعد پڑھنا واجب ہے، خواہ طواف فرض ہو، واجب ہو، سنت ہو یا نفل ہو بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔

سوال:۔ ۱۱؍ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کی رمی کر کے منیٰ رک گئے اور ۱۲؍ذی الحجہ کی صبح ہوگئی تو کیا تینوں جمرات کی رمی کر کے دم بھی دینا ہے؟

جواب:۔ اس صورت میں دم لازم نہیں ہے۔

سوال:۔ ۸؍ذی الحجہ کو احرام اور طواف کے بعد اگر سعی بھی کر لی تو کیا طواف زیارت کے بعد سعی کرنا ضروری ہے؟

جواب:۔ ۸؍ذوالحجہ کو حج تمتع کرنے والے کیلئے اصل اور افضل طریقہ یہی ہے کہ وہ حج کی سعی، طواف زیارت کے بعد کرے، اگر کسی وجہ سے وہ حج کی سعی منیٰ جانے سے پہلے کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حج کا احرام باندھکر ایک نفلی طواف کرے اس کے ساتھ طواف زیارت کی سعی کی نیت کرے تو یہ سعی طواف زیارت کیلئے کافی ہو جائے گی اور طواف زیارت کے بعد الگ سے سعی کرنا لازم نہیں ہوگا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ سعی کو پہلے مقدم نہ کیا جائے بلکہ طواف زیارت کے ساتھ کیا جائے۔

سوال:۔ حجر اسود کو ہر مرتبہ ہاتھ اٹھا کر چومنے کا اشارہ کریں یا صرف پہلی مرتبہ ہی کریں؟ اور نیت بھی کیا صرف ایک مرتبہ کریں یا ہر مرتبہ کریں؟

جواب:۔ جی ہاں ہر مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا جائے اور نیت چونکہ دل کے ارادے کا نام ہے لہٰذا اشارہ کے وقت ارادے کا ذہن میں رہنا کافی ہے۔

سوال:۔ استلام میں حجر اسود کو ایک مرتبہ میں تین مرتبہ چومنا چاہئے یا صرف ایک مرتبہ؟

جواب:۔ ایک مرتبہ چومنا کافی ہے۔

سوال:۔ عورتیں احرام کی پابندیوں میں وضو اور سر کا مسح کیسے کریں گی جبکہ سر ڈھکا ہونا ضروری ہے ورنہ احرام کی پابندی ختم ہو جائے گی۔

جواب:۔ خواتین وضو کرتے وقت مذکورہ رومال کے نیچے سے براہ راست بالوں پر مسح کریں، پھر دوبارہ رومال باندھ لیں، اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کسی نے بالوں پر مسح کرنے کے بجائے رومال پر مسح کر لیا تو وضو درست نہیں ہوگا۔

سوال:۔ جن لوگوں کی فرض نمازیں قضا ہوتی رہی ہیں تو خانہ کعبہ میں موقع بہ موقع دو رکعت نماز ادا کرنا ہوتی ہے تو کیا فرض کو چھوڑ کر نفل ادا کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ اگر آپ کی مراد اس سے طواف کے بعد کی دو رکعت ہیں تو ان دو رکعتوں کی جگہ قضا نماز ادا نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ دو رکعت بذاتِ خود واجب ہیں۔

سوال:۔ عام طور پر ہم نفل نماز ادا کرنا چاہیں تو کیا ہم قضا نمازیں پڑھیں یا نفل نماز پڑھیں؟ دونوں میں بہتر کیا ہے؟

جواب:۔ اگر قضا نمازیں کم اور تھوڑی ہیں جن میں نوافل، قضا نمازوں کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں بنتے تو قضا کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کی فضیلت بھی حاصل کرنے کی کوشش کرے لیکن اگر قضا نمازیں بہت زیادہ ہیں تو ایسی صورت میں نوافل کے بجائے اپنی قضا نمازیں جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کرنا بہتر ہے۔

سوال:۔ جو لوگ چشمہ کے بغیر نہیں دیکھ سکتے تو کیا احرام کی حالت میں چہرے پر چشمہ لگا سکتے ہیں؟ اور ہاتھ پر گھڑی باندھ سکتے ہیں اور پرس یا بیگ کندھے پر لٹکا سکتے ہیں؟

جواب:۔ چشمہ اور گھڑی پہننا اور پرس وغیرہ لٹکانا جائز ہے۔

سوال:۔ طواف کے چکروں کے دوران اگر وضو ٹوٹ جائے یا پیشاب کی شدید ترین حاجت ہو جائے تو کیا درمیان سے نکل کے چلے جانا چاہیئے؟

جواب:۔ طواف باوضو کرنا واجب ہے اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے یا پیشاب کا شدید تقاضا ہو جائے تو حاجت کیلئے جا سکتے ہیں البتہ بقیہ طواف باوضو مکمل کریں۔

سوال:۔ احرام کی حالت میں سادی سونف کھالی بعد میں کسی نے کہا کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے تو تھوک کر کلی کر لی، آیا کھانا صحیح ہے یا نہیں؟ یا کوئی کفارہ ہے؟

جواب:۔ احرام کی حالت میں سادہ سونف کھانے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ فقط منہ میں خوشبو پیدا کرنے کی غرض سے استعمال کرنے سے بچنا چاہیئے۔

سوال:۔ حج میں احرام کی حالت میں چھوٹے سے خوشبو دار عام صابن سے ہاتھ دھو لئے اب کیا کرنا ہے؟

جواب:۔ احرام کی حالت میں خوشبودار صابن کے استعمال کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر جسم میں یا ہاتھوں میں خوشبو مہکانے کی غرض سے خوشبودار صابن سے ہاتھ دھوئے ہوں یا غسل کیا ہو، تو ایسی صورت میں دم واجب ہوگا اور اگر میل کچیل دور کرنے کے لئے ہاتھ دھوئے یا غسل کیا تو صدقۂ فطر کے برابر صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

سوال:۔ عمرے میں احرام کی حالت میں حجر اسود کو بوسہ دیا، خوشبو نہیں آئی اب کیا کرنا ہے؟ یعنی کوئی کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مذکورہ صورت میں اگر ہاتھ وغیرہ پر خوشبو نہیں لگی تو کچھ واجب نہیں۔

☆☆☆

مولانا محمد حنیف خالد

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شب وروز

جنازے میں شرکت

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ (۱۶ ستمبر ۲۰۰۹ء): بروز بدھ، جامعہ دارالعلوم کراچی سے تعلق رکھنے والی محترم شخصیت جناب احمد ٹبہ صاحب کے والد جناب علی محمد ٹبہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ افسوسناک خبر ملی تو دارالعلوم کی مسجد میں ان کیلئے نمازِ ظہر کے بعد دعائے مغفرت کا اعلان کیا گیا نیز رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے ان کے جنازے میں بھی شرکت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل سے نوازے۔ آمین۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

سابق وزیر داخلہ کی آمد

۴ شوال ۱۴۳۰ھ (۲۴ ستمبر ۲۰۰۹ء) بروز جمعرات، سابق گورنر صوبہ سندھ ووفاقی وزیرداخلہ جناب لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر صاحب، رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کیلئے جامعہ میں تشریف لائے، حضرت والا دامت برکاتہم کے ساتھ انہوں نے جامعہ دارالعلوم کراچی کے مختلف شعبہ جات کا مطالعاتی دورہ کیا اور خوشی کا اظہار کیا، بعد میں حضرت رئیس الجامعہ کے علاوہ نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور دیگر اکابر اساتذہ کے ساتھ بھی ان کی نشست ہوئی اور مختلف امور پر مفید تبادلۂ خیال ہوا۔

نئے سال کے داخلوں کا آغاز

۸ شوال ۱۴۳۰ھ (۲۸ ستمبر ۲۰۰۹ء) بروز پیر، جامعہ دارالعلوم کراچی کے نئے تعلیمی سال ۱۴۳۰۔۳۱ھ کے داخلوں کا آغاز ہوگیا، مختلف درجات میں داخلوں کی کارروائی کیلئے داخلہ کمیٹیاں پہلے سے بنی ہوئی ہیں، مذکورہ تاریخ سے انہوں نے طے شدہ ہدایات کے مطابق کام کرنا شروع کردیا ہے، یہ سلسلہ بظاہر شوال کے آخری عشرے میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا اور اسی عشرے میں انشاء اللہ

سالِ نو کی تعلیم کا آغاز ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ پچھلے سالوں کی طرح اس سال کو بھی بہتر طریقے سے طلبہ کی تعلیمی وتربیتی سرگرمیوں میں صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

متأثرین کی خدمت کرنے والے فضلاءِ جامعہ کی آمد

۱۰ رشوال ۱۴۳۰ھ: بدھ، جامعہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے شروع سے ہی متأثرینِ آپریشن کی مؤثر خدمت کا سلسلہ الحمدللہ شروع ہوگیا تھا اور اسی وقت سے مردان و بٹ خیلہ کے مختلف کیمپوں میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے فضلاء ماشاء اللہ بڑی لگن کے ساتھ متأثرین کی خدمت میں مشغول ہوگئے تھے، اُن کی اِن خدمات کے ذریعے متأثرین کی اچھی مدد ہوئی، رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی خواہش پر وہ حضرات جامعہ دارالعلوم کراچی میں تشریف لائے، اور یہاں آکر حضرت رئیس الجامعہ مدظلہم کو متأثرہ علاقوں کے حالات بتائے اور جامعہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے خرچ کی جانے والی رقم کا حساب بھی شعبۂ محاسبی میں جمع کروایا۔ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ ماشاء اللہ ان حضرات نے بڑی دیانتداری اور خوب محنت کے ساتھ بالکل صحیح مصرف پر یہ رقم خرچ کی اور بالکل غیر جانبدار رہ کر متأثرین کی خدمت کرتے رہے۔ ۱۴ رشوال اتوار کے روز عشاء کے بعد کراچی کے صاحب خیر جناب عابد صدیق صاحب نے ان کی ضیافت کا اہتمام کیا تھا جس میں ان فضلاء کے علاوہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہم، حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب مدظلہم، حضرت مولانا رشید اشرف صاحب مدظلہم اور راقم الحروف بھی شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ جامعہ دارالعلوم کراچی اور اس کے مذکورہ فضلاء کی اس جدوجہد کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

معلمات کی طرف سے ضیافت کا اہتمام

۱۱ رشوال ۱۴۳۰ھ (یکم اکتوبر ۲۰۰۹ء) جمعرات کے روز جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبہ مدرسۃ البنات کی معلمات کی طرف سے جامعہ کے اکابر اساتذۂ کرام کی پرخلوص دعوت طعام کا انتظام کیا گیا جس میں رئیس الجامعہ و نائب رئیس الجامعہ دامت برکاتہم کے علاوہ مدرسۃ البنات کے دیگر اساتذۂ کرام اور مختلف شعبہ جات کے محترم ناظمین حضرات بھی شریک ہوئے اور پرتکلف دعوت سے محظوظ ہوئے۔ جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ الحدیث حضرت مولانا رشید اشرف نور صاحب مدظلہم کے حسن انتظام سے سب حضرات بہت متأثر ہوئے، حق تعالیٰ حضرت مولانا موصوف اور قابل احترام معلمات کو اپنی بارگاہ میں اس کا بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆☆

نقد و تبصرہ

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیے

نام کتاب.........دروس القرآن فی شہر رمضان

افادات............ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ

ترتیب و تحقیق .... مولانا محمد اصغر کرنالوی

ضخامت .... ۱۷۶ صفحات، مناسب طباعت، عام قیمت -/۲۰۰ روپے

ناشر .... زمزم پبلشرز شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اہل علم کے ہاں محتاج تعارف نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو درس قرآن کریم کا ذوق عطا فرمایا تھا، ۱۸ سال تک آپ ٹنڈو آدم (سندھ) میں رہے وہاں بھی خاص طور پر رمضان المبارک میں تراویح کے بعد درس قرآن کا سلسلہ جاری رہا پھر کراچی تشریف لے آئے تو یہاں بھی مختلف جگہوں پر درس قرآن کریم دیتے رہے، ٹنڈو آدم میں حضرت مولانا نے جو درس دیئے تھے وہ ضبط کر کے زیر تبصرہ کتاب میں شائع کر دیئے گئے ہیں۔ کتاب کے بیشتر حصے پر حضرت نے نظر ثانی بھی فرمائی تھی۔ کل ستائیس درس ہیں جن میں قرآن کریم کی تمام سورتوں کا خلاصہ آ گیا ہے، جو حضرات تراویح میں پڑھے گئے حصے کا خلاصہ بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں ان کیلئے اس کتاب کا مطالعہ خاص طور پر مفید ہے، عام مسلمانوں کیلئے بھی اس کا مطالعہ انشاء اللہ خاصا نافع ثابت ہوگا۔ ....(ابومعاذ)

نام کتاب .... کلیات اشعر

افادات........... مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتبویب ...... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ضخامت .... ۲۸۰ صفحات، مناسب طباعت، قیمت: -/۱۸۰ روپے

ناشر .... مکتبہ ختم نبوت بیرون بوھڑ گیٹ اردو بازار ملتان۔

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ جامعہ خیر المدارس ملتان کے قدیم فضلاء میں سے تھے،

جن دنوں آپ دورۂ حدیث سے فارغ ہورہے تھے انہی دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل نو ہورہی تھی، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ اس جماعت کے کارکن بن گئے تھے اور اس وقت کے اکابرین مجلس تحفظ ختم نبوت سے آپ نے خوب استفادہ کرنا شروع کردیا تھا اس کام میں بے حد محنت کی بدولت حضرت مولانا مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور رکن سے ترقی کرکے ناظم اعلیٰ اور نائب امیر دوم کے منصب پر فائز ہوگئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس میدان میں خوب کام لیا اور اس کی خاطر آپ نے پورے ملک میں ہی نہیں بلکہ بہت سے دیگر ممالک میں بھی جاکر قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی بھرپور علمی مدد کی، خاص طور پر ختم نبوت کے موضوع پر آپ کا مطالعہ بہت گہرا تھا جس سے دوسرے حضرات کو بھی راہنمائی ملتی تھی۔

زیرنظر کتاب میں حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات جمع کردیئے گئے ہیں، ختم نبوت کے حوالے سے مولانا کے رسائل یکجا کردیئے گئے ہیں۔ ختم نبوت کے موضوع پر کام کرنے والوں کیلئے اس کتاب میں راہنمائی کا بڑا سامان موجود ہے۔............(ابومعاذ)

نام کتاب............مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مذہبی وسیاسی خدمات
نام مصنف............سہیل احمد اعوان
ضخامت............۴۳۷ صفحات، مناسب طباعت، قیمت۔/۳۵۰ روپے
ناشر............مکتبہ جمال تیسری منزل حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور

زیرنظر کتاب میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی حالات کے علاوہ ان کی مذہبی وسیاسی خدمات بھی اچھے انداز میں مرتب کی گئی ہیں۔ فاضل مصنف نے یہ موضوع اپنے ایم۔اے کے تحقیقی مقالہ کی ترتیب کیلئے منتخب کیا تھا۔ اس لئے اس میں جدید طریقۂ تحقیق کے مطابق ہر باب کے آخر میں معتبر اور مکمل حوالہ جات درج کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

کتاب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اچھی طرح ذہن میں راسخ ہوجاتی ہے کہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان علمائے ربانیین میں سے تھے جنہوں نے اپنا تن من دھن اسلام کو سربلند کرنے کیلئے وقف کررکھا تھا۔ کتاب میں درج آپ کے بیانات اور اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے مضامین کے اقتباسات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صرف ایک سیاستدان ہی نہیں تھے بلکہ احیائے اسلام کی خاطر جدوجہد کرنے والے بے باک مجاہد اور اردو کے اچھے ادیب بھی تھے۔ زیرتبصرہ کتاب کے صفحہ نمبر

۲۱۹ پر آپ کی سیاست کے بارے میں بڑا خوبصورت تبصرہ نقل کیا گیا ہے کہ:

''مولانا ہزارویؒ مذہب میں سیاست کرتے تھے''۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸۸ پر لکھا ہے کہ:

''۱۹۴۶ء میں صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے پاکستان کے حق میں ووٹ دینے کا فیصلہ کیا تھا''۔

اکابر دیوبندؒ میں سے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اس وقت کے حالات کے پیش نظر قیام پاکستان کے حق میں نہیں تھی مگر قیام پاکستان کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریئے کی ترجمانی حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے ان الفاظ میں فرمائی کہ:

''حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، جو ہم سب کے رہبر و راہنما ہیں، کا ارشاد ہے کہ ہماری یہ مخالفت ایسی تھی جیسے کسی مسجد کی مخالفت یہ کہہ کر کی جائے کہ یہاں مسجد مت بناؤ، لوگ نماز پڑھنے نہیں آئیں گے لیکن جب مسجد بنالی گئی تو اب اس کا گرانا حرام ہے اور اس کی حفاظت فرض ہے''۔ (دیکھئے زیر تبصرہ کتاب کا صفحہ ۲۴۳)

آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ:

''ہمارا موقف یہ ہے کہ پاکستان کو دل سے قبول نہ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے، ہماری جمعیت کے افراد ملکی سالمیت پر یقین رکھتے ہیں اور ملک میں اسلام کی برتری چاہتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس مقصد کیلئے میدان میں آکر جدوجہد کریں اور ان ہاتھوں کو توڑ دیں جو ملکی سالمیت کے خلاف ہیں۔''

ہوسکتا ہے کہ حضرت مولانا ہزارویؒ کے بعض نظریات سے کچھ لوگ پوری طرح متفق نہ ہوں مگر اس سے کوئی بھی اختلاف نہیں کرے گا کہ آپؒ کی پوری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے تگ و دو سے عبارت تھی۔

کتاب کے بعض مندرجات کے بارے میں تحفظات اور اختلافِ رائے کے باوجود یہ کتاب حضرت مولانا ہزارویؒ کے حالات و واقعات پر ایک تحقیقی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ امید ہے کہ اہلِ ذوق اس کی قدر فرمائیں گے۔.................................(ابومعاذ)